وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿٨﴾

بعض کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں، لیکن در حقیقت وہ ایمان والے نہیں ہیں۔

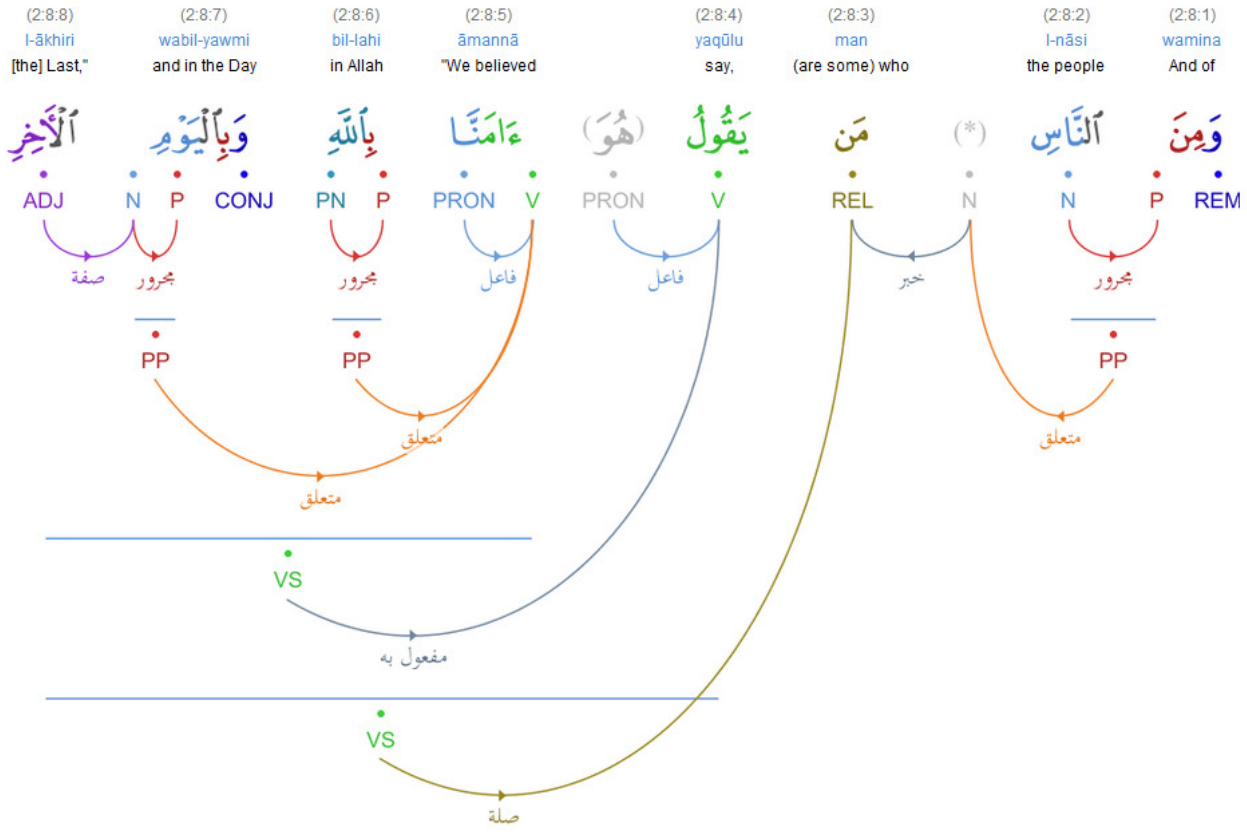

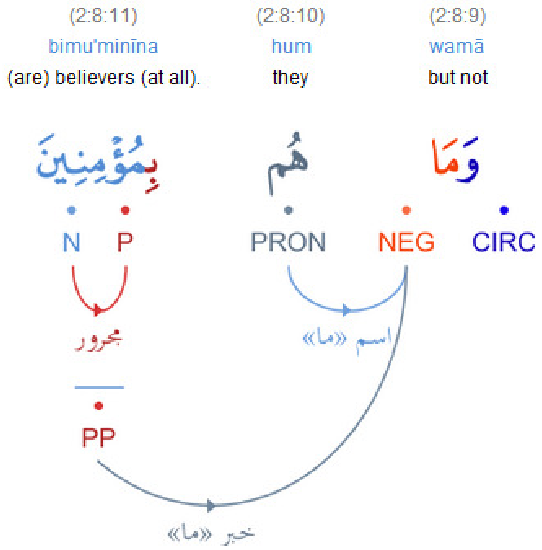

وَمِنَ النَّاسِ ئ ن س انس کی جمع مَنْ اسم موصول يَّقُوْلُ ق و ل (ن) اٰمَنَّا ء م ن فعل ماض و«نا» ضمير متصل في محل رفع فاعل بِاللّٰهِ

وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ صفة مجرورة وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ء م ن اسم الفاعل

خبر موجود محذوف ہے، اگر الكافر موجود من الناس ہوتا : خاص کافر، لوگوں میں سے موجود ہے۔ لیکن مبتدا کو موخر کیا گیا، نکرہ کیا گیا، : لوگوں میں سے کوئی کافر ہے۔ لوگوں میں کافر بھی ہیں۔ من واحد، تثنیہ اور جمع سب کے لئے آتا ہے۔ یقول واحد کے ساتھ لفظی رعایت، امنا جمع کے ساتھ لا کر معنوی رعایت کی گئی ہے۔

واو حالیہ : اس حال میں کہ، یا حالانکہ۔

الواو مستأنفة. قوله «وما هم بمؤمنين» الواو حالية، «ما» نافية تعمل عمل ليس. والباء في «بمؤمنين» زائدة، والاسم معها مجرور لفظا منصوب محلا على أنه خبر «ما»، والجملة في محل نصب حال.

الواو عاطفة أو استئنافية *من* حرف جرّ *الناس* مجرور به وعلامة الجرّ الكسرة ، والجارّ والمجرور متعلّقان بمحذوف خبر مقدّم ، يجوز أن يكون الجارّ والمجرور نعتا لمنعوت محذوف هو مبتدأ أي : بعض الناس من يقول ... . *من* اسم موصول مبنيّ على السكون في محلّ رفع مبتدأ مؤخّر ،ويجوز أن يكون *من* نكرة موصوفة في محلّ رفع مبتدأ أي : فريق يقول : و الجملة بعده نعت له. *يقول* مضارع مرفوع ، والفاعل ضمير مستتر تقديره هو *آمنّا* فعل ماض مبني على السكون و*نا* ضمير متّصل في محلّ رفع فاعل.

باللّه جارّ ومجرور متعلّق *بآمنّا*. *الواو* عاطفة *باليوم* جارّ ومجرور معطوف على الأول متعلّق ب *آمنّا*. *الآخر* نعت ل *اليوم* مجرور مثله. *الواو* حاليّة *ما* نافية تعمل عمل ليس *هم* ضمير منفصل في محلّ رفع اسم ما. *الباء* حرف جرّ زائد *مؤمنين* مجرور لفظا منصوب محلّا خبر ما ، وعلامة الجرّ الياء لأنه جمع مذكّر سالم.

جملة : من الناس من يقول ... لا محل لها معطوفة على استئنافية أو استئنافية.

وجملة : « يقول ... » لا محلّ لها صلة الموصول.

وجملة : « آمنّا باللّه ... » في محلّ نصب مقول القول.

وجملة : « ما هم بمؤمنين ... » في محلّ نصب حال.

الصرف :

الناس أصله أناس حذفت فاؤه ، وجعلت الألف واللام كالعوض منها فلا يكاد يستعمل أناس بالألف واللام ، وفي لسان العرب : أنّ الناس مخفّف من أناس ، ولم يجعلوا الألف واللام عوضا من الهمزة المحذوفة لأنه لو كان كذلك لما اجتمع مع المعوّض في قول الشاعر إنّ المنايا يطّلعن على الأناس الآمنينا .. وعلى هذا فالألف زائدة في الناس لأنه مشتقّ من الإنس. وقال بعضهم : ليس في الكلمة حذف وزيادة. والألف منقلبة عن واو وهي عين الكلمة من ناس ينوس إذا تحرّك.

يقول فيه إعلال بالتسكين أصله يقول بتسكين القاف وضمّ الواو ، ثمّ نقلت حركة الواو إلى القاف قبلها لثقل الحركة على حرف العلّة فأصبح يقول.

آمنّا ، المدّة فيه أصلها همزتان : الأولى متحرّكة والثانية ساكنة أي

أ أمنّا لأن مضارعه يؤمن وقد ذكر في الآية *3* .

الآخر ، ذكر في الآية *4*.

مؤمنين ، جمع مؤمن اسم فاعل من آمن الرباعيّ ، فهو على وزن مضارعه بإبدال حرف المضارعة ميما مضمومة وكسر ما قبل الآخر ، وجرى فيه حذف الهمزة – كما في المضارع – مجرى *المفلحون* ، انظر الآية *5*.

یہاں سے تیسرے گروہ یعنی منافقین کا تذکرہ شروع ہوتا ہے جن کے دل تو ایمان سے محروم تھے مگر وہ اہل ایمان کو فریب دینے کے لئے زبان سے ایمان کا اظہار کرتے تھے۔ (احسن البیان)

دراصل نفاق کہتے ہیں بھلائی ظاہر کرنے اور برائی پوشیدہ رکھنے کو۔ نفاق کی دو قسمیں ہیں اعتقادی اور عملی۔ پہلی قسم کے منافق تو ابدی جہنمی ہیں اور دوسری قسم کے بدترین مجرم ہیں۔ (ابن کثیر)

يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَھُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ⑨

وہ اللہ تعالیٰ اور ایمان والوں کو دھوکا دیتے ہیں، لیکن دراصل وہ خود اپنے آپ کو دھوکا دے رہے ہیں مگر سمجھتے نہیں۔

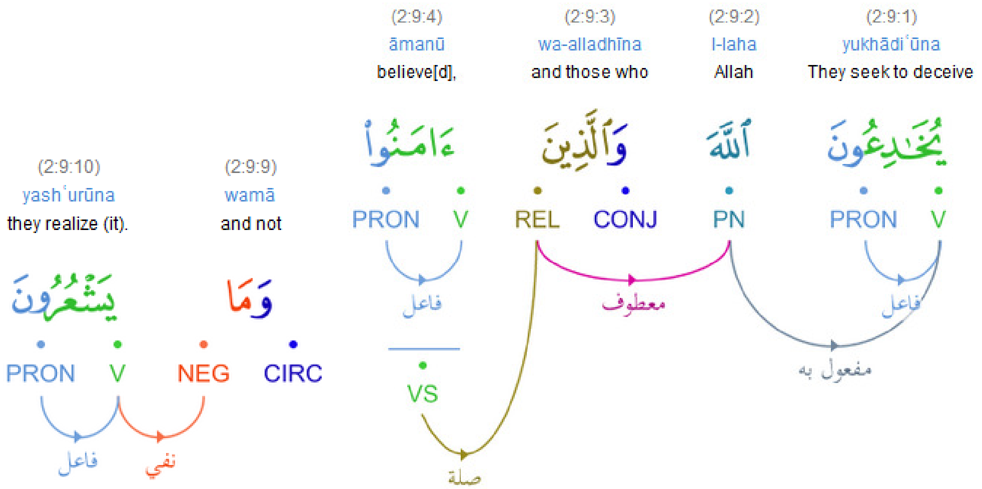

يُخٰدِعُوْنَ فعل مضارع والواو ضمير متصل في محل رفع فاعل خ د ع مفاعلہ دھوکہ دینے کی کوشش کرنا **اللّٰهَ** لفظ الجلالة منصوب **وَالَّذِيْنَ** الواو عاطفة اسم موصول **اٰمَنُوْا ۚ** فعل ماض والواو ضمير متصل في محل رفع فاعل ءم ن افعال **وَمَا** الواو استئنافية حرف نفي **يَخْدَعُوْنَ** (ف) فعل مضارع والواو ضمير متصل في محل رفع فاعل **اِلَّآ** أداة حصر **اَنْفُسَھُمْ** اسم منصوب و«هم» ضمير متصل في محل جر بالاضافة ن ف س (ک) سانس۔ انفس اور نفوس۔ اگر جان تو مونث اور اگر شخص تو مذکر اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسكم (44/2) كل نفس ذائقة الموت (185/3) **وَمَا** الواو حالية حرف نفي **يَشْعُرُوْنَ** فعل مضارع والواو ضمير متصل في محل رفع فاعل ش ع ر (ن) شعور

ما اور ان کے بعد الا آجائے تو استثنا والا نہیں، "مگر" کے معنی میں

جملة «يخادعون» استئنافية لا محل لها. وجملة «وما يخدعون» حالية من الواو في «يخادعون»، وجملة «وما يشعرون» حالية من الواو في «يخدعون» في محل نصب.

الإعراب :

يخادعون فعل مضارع مرفوع وعلامة رفعه ثبوت النون ، و*الواو* ضمير متّصل في محلّ رفع فاعل. *اللّه* لفظ الجلالة مفعول به منصوب *الواو* عاطفة *الذين* اسم موصول مبنيّ في محلّ نصب معطوف على لفظ الجلالة. *آمنوا* فعل ماض مبنيّ على الضمّ و*الواو* ضمير متّصل في محلّ رفع فاعل. *الواو* حاليّة *ما* نافية

يخدعون مضارع مرفوع وعلامة الرفع ثبوت النون و*الواو* فاعل. *إلا* أداة حصر *أنفس* مفعول به منصوب و*الهاء* ضمير متّصل في محلّ جرّ مضاف إليه و*الميم* حرف لجمع الذكور *الواو* حاليّة أو عاطفة *ما* نافية *يشعرون* مثل يخدعون.

جملة : يخادعون ... في محلّ نصب حال من فاعل يقول أو من الضمير المستكنّ في *مؤمنين* ، يجوز أن تكون الجملة استئنافية لا محلّ لها هذا وقد رفض ابن حيان كونها حالا من ضمير مؤمنين 1/ 56. وجملة : « آمنوا ... » لا محلّ لها صلة الموصول.

وجملة : « ما يخدعون ... » في محلّ نصب حال من فاعل يخادعون ، أو معطوفة على الاستئنافية لا محلّ لها. .

وجملة : « ما يشعرون ... » في محلّ نصب حال من فاعل يخدعون ، أو معطوفة على الاستئنافية لا محلّ لها.

الصرف :

***أنفسهم* جمع نفس ، وهو اسم جامد بمعنى الذات أو الروح أو الجسد ، وزنه فعل بفتح فسكون. ووزن أنفس أفعل بضم العين وهو من جموع القلّة.**

یعنی ان کی فریب بازی نہ خدائے تعالیٰ کے اوپر چل سکتی ہے کہ وہ عالم الغیب ہے اور نہ مومنین پر کہ حق تعالیٰ مومنین کو بواسطہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر دلائل وقرائن کے منافقین کے فریب سے آگاہ فرما دیتا ہے بلکہ ان کی فریب بازی کا وبال اور اس کی خرابی حقیقت میں ان ہی کو پہنچتی ہے مگر وہ اس کو اپنی غفلت اور جہالت اور شرارت سے نہیں سوچتے اور نہیں سمجھتے اگر غور کریں تو سمجھ لیں کہ اس فریب بازی سے مسلمانوں کو نقصان نہیں پہنچتا بلکہ اس کا نتیجہ خراب ہم کو پہنچ رہا ہے۔ (عثمانی)

وَنَزَلَ فِی الْمُنَافِقِیْنَ **وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَبِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ** اَیْ یَوْمِ الْقِیٰمَةِ لِاَنَّہٗ اٰخِرُ الْاَیَّامِ **وَمَاھُمْ بِمُؤْمِنِیْنَ ﴿۸﴾** رُوْعِیَ فِیْہِ مَعْنَی مَنْ وَفِی ضَمِیْرِ یَقُوْلُ لَفْظُھَا **یُخٰدِعُوْنَ اللّٰہَ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا** بِاِظْھَارِ خِلَافِ مَا اَبْطَنُوْہُ مِنَ الْکُفْرِ لِیَدْفَعُوْا عَنْھُمْ اَحْکَامَہُ الدُّنْیَوِیَّةَ **وَمَا یَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَھُمْ** لِاَنَّ وَبَالِ خِدَاعِھِمْ رَاجِعٌ اِلَیْھِمْ فَیَفْتَضِحُوْنَ فِی الدُّنْیَا بِاِطِّلَاعِ اللّٰہِ نَبِیَّہٗ عَلٰی مَا اَبْطَنُوْہُ وَیُعَاقَبُوْنَ فِی الْاٰخِرَةِ **وَمَا یَشْعُرُوْنَ ﴿۹﴾** یَعْلَمُوْنَ اَنَّ خِدَاعَھُمْ لِاَنْفُسِھِمْ وَ الْمُخَادَعَةُ ھُنَا مِنْ وَاحِدٍ کَعَاقَبْتُ اللِّصَّ وَذِکْرُ اللّٰہِ فِیْھَا تَحْسِیْنٌ وَفِیْ قِرَاءَةٍ وَمَا یَخٰدِعُوْنَ

ترجمہ:.......... (اور یہ آیات منافقین کے بارے میں نازل ہوئی ہیں) اور بعض وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور آخری دن (یعنی قیامت پر کہ وہ دنوں میں آخری دن ہے) حالانکہ وہ بالکل ایمان نہیں لائے ہیں (صیغہ مومنین کے جمع لانے میں لفظ مَنْ کے معنی کی رعایت کی ہے اور یقول کی ضمیر مفرد لانے میں من کی لفظی حیثیت کی رعایت کی گئی ہے) یہ لوگ اللہ اور مسلمانوں سے

چال بازی کرتے ہیں (اپنے باطنی کفر کے خلاف ظاہر کر کے تا کہ کفر کی دنیاوی پاداش سے محفوظ رہ سکیں) اور واقع میں کسی کے ساتھ بھی چال بازی نہیں کرتے بجز اپنے نفسوں کے (اس لئے کہ اس چالاکی کا وبال بالآخر ان ہی کی طرف لوٹے گا چنانچہ دنیا میں تو اس طرح ذلیل ہوں گے کہ اللہ کے نبی ﷺ ان کی باطنی خباثتوں سے آگاہ کر دیں گے اور آخرت میں سزایاب ہوں گے) اور اس کا شعور اور علم نہیں رکھتے (کہ ان کی چالاکی ان ہی پر اثر انداز ہو رہی ہے اور لفظ مخادعت (باب مفاعلت) اس مقام پر ایک جانب سے مراد ہے جیسے بولتے ہیں عاقبت اللص (میں نے چور کو سزا دی) اور لفظ اللہ کا تذکرہ اس مقام پر صرف تحسینِ کلام کے لئے ہے۔ دوسری قرأت میں لفظ ومایخادعون ہے۔

ترکیب وتحقیق:............من موصوف۔یقول آمنا باللہ جملہ ہوکر صفت ومن الناس متعلق ہوکر رافع ہےمن کا تقدیر کلام اس طرح ہےومن الناس ناسٌ ۔پورا جملہ ہوکر پہلے جملہ الذین پر عطف ہوایاان الذین کفروا پرعطف ہوااورمن موصول بھی ہوسکتا ہے،ما کا اسم اوربمؤمنین خبر ہےمن لفظاً مفرد ہےلیکن معناً مفرد،تثنیہ،جمع سب پر اطلاق ہوسکتا ہے۔مفسرؒ علام نے مومنین کے صیغہ جمع اوریقول کے مفرد لانے کو یہی کہہ کر حل کیا ہے کہ من میں دونوں باتوں کی گنجائش ہےاس کی لفظی حیثیت کالحاظ کرتے ہوئےیقول مفرد لایا گیااور معنوی جمع کالحاظ کرتے ہوئے مومنین، ھم، آمنا، جموع استعمال کی گئیں،بعض کےنزدیک من یقول امنا مبتدا ہےاورمن الناس اس کی خبر ہےیخادعون اللہ یہ بدل الاشتمال ہے،شعور،ادراک اورعلم قریب المعنی الفاظ ہیں اس لئے یشعرون کا ترجمہ مفسر علامؒ نےیعلمون کےساتھ کردیا ہے۔مشاعرحواس،شعربال،شعار جولباس بدن سے متصل ہو،نفس کے کئی معنی آتے ہیں ذات کو بھی کہتے ہیں۔چاہے ذات باری ہو یا جوہر وعرض۔نفس بمعنی روح وقلب،خون،پانی،رائے۔مخادعۃ باب مفاعلت ہےجس کی خاصیت شرکت من الجانبین ہے فاعلیت اورمفعولیت کے معنی میں اس لحاظ سے اس پر اشکال ہوگا کہ دھوکہ بازی کی نسبت خدا کی طرف کس طرح صحیح ہوگی۔کیونکہ مکروچالاکی اخلاق رذیلہ ہونے کی وجہ سےاوصاف سلبیہ میں ہونے چاہئیں نہ کہ صفاتِ ثبوتیہ میں اس کی توجیہ کی طرف جلال محققؒ المخادۃ ھھنا سے اشارہ کررہے ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ یہ باب مفاعلت سے ہے مگر یہاں شرکت من الجانبین نہیں ہے بلکہ صرف منافقین کی طرف سے چالاکی بیان کرنا ہےاورکلامِ عرب میں اس کی نظیر موجود ہے کہتے ہیں عاقبت اللص اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ میں نے چور کو سزادی اور چور نے مجھ کو سزادی بلکہ صرف ایک جانب سےعقاب مقصود ہوتا ہے یا ایک توجیہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ یہاں استعارہ تمثیلیہ سے کام لیا گیا ہے کہ ان کی حالت کومخادع سے تشبیہ دی گئی ہے نیز یہ توجیہ بھی ہوسکتی ہے کہ مجاز عقلی پر محمول کیا جائے کہ اسناد مجازی ہورہی ہواصل میں یخادعون رسول اللہ عبارت تھی یا اس کو باب توریہ سے قرار دیا جائے یعنی منافقین کے معاملات کوخداع سے تعبیر کیا ہے۔قابل نفرت ہونے کی وجہ سے وذکر اللہ الخ یہ بھی ایک شبہ کے ازالہ کی طرف اشارہ ہےتقریر شبہ کی یہ ہے کہ اللہ کو تو سب حقیقت حال کا پتہ ہے۔کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں ہوسکتی پھر اللہ کے ساتھ ان کی دھوکہ بازی کیسے ہوسکتی ہے؟ جواب کی تقریر یہ ہے کہ اللہ کا نام لینا صرف تحسینِ کلام کے لئے ہے کہ جمع بین المتصادین ہے مقصود اصلی ہے مسلمانوں کے ساتھ مخادعت ذکر کرنا ہے لیکن اللہ کو شروع میں ویسے ہی ذکر کردیا ہے جیسے دوسری آیت فان للہ خمسہ وللرسول الخ میں ذکر کیا گیا ہے نیز اس پر بھی تنبیہ کرنا ہے کہ اللہ اور مسلمانوں کا معاملہ ایک ہےایک کے ساتھ مکروفریب دوسرے کے مترادف سمجھا جائے چنانچہ اہل اللہ کے ساتھ عداوت کرنا............اللہ کی عداوت کو مستلزم ہے من عادی لی ولیاً فقد اذنتہ بالحرب (الحدیث) خداع کے معنی ظاہر کو خلافِ باطن کرنے کے ہیں کہتے ہیں ضب خادع جب کہ گوہ ایک سوراخ سے داخل ہوکر دوسرے سے نکل جائے مخدعان گردن کی پوشیدہ مخصوص رگوں کو کہتے ہیں "مخدع البیت" کوٹھڑی۔

الناس کا اصل اُناس ہے ہمزہ کو بطور تخفیف کے حذف کرلیا۔اور ہمزہ کا حذف لام تعریف کی صورت میں لازم کی طرح ہے۔کیونکہ الاناس نہیں بولا جاسکتا اوراس کا اصل انسان "واناسی،انس" اس پر استشہاد کے لیے کافی ہے۔

انسان کی وجہِ تسمیہ:

انسان کو انسان کہنے کی وجہ ان کا ظاہر ہونا اور اس لیے بھی کہ ایک دوسرے سے مانوس ہوتے ہیں۔یعنی دیکھتے ہیں۔ جبکہ جن کو جن ان کے چھپنے کی وجہ سے کہا جاتا ہے۔ناسٌ کا وزن فعال ہے،کیونکہ وزن کی بنیاد اصل پر ہوتی ہے یہ اسم جمع ہے لام تعریف اس میں جنس کے لیے آیا ہے۔مَنْ موصوفہ ہے یَقُوْلُ۔ اس کی صفت ہے گویا عبارت اس طرح ہے ناس یقولون کذا (لوگوں میں سے بعض لوگ اس طرح کہتے ہیں)

نحو : وَمَاهُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ میں فاعل کی حالت کوذکر کیا نہ کہ فعل کی اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ میں فعل کی حالت کوذکر کیا نہ کہ فاعل کی۔ کیونکہ مقصود ان کے دعوے کا انکار ہے اور انتہائی بلیغ ومؤکد انداز سے اس کی نفی ہے کہ ان کا گروہ مؤمنوں کی جماعت سے خارج ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد المائدہ آیت نمبر:۳۷ یریدون ان یخرجوا من النار وما هم بخارجین منها۔ میں اس طرح ہے۔ اور یہ انداز کلام۔ ''ما یخرجون منها'' کہنے کی نسبت زیادہ بلیغ ہے۔

تفسیر يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ :

(اس لیے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے دھوکے کا معاملہ کرتے ہیں)

نمبر۱: یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دھوکہ دیتے ہیں اس مضاف کو اسی طرح حذف کر دیا جیسا فرمان خداوندی سورۂ یوسف آیت نمبر ۸۷ وَسْئَلِ الْقَرْيَةَ (اے اہل قریہ) ابوعلی وغیرہ نے اسی طرح کہا۔ مطلب یہ ہوا کہ ایسی چیز ظاہر کرتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں ہے۔

مخادعت کا معنی :

الخداع : نفس کے اندر جو کچھ ہو اس کے الٹ ظاہر کرنا۔

نکتہ نمبر۱: اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ کو معظم وبلند کیا۔ کہ آپ کے دھوکہ دیئے جانے کو اپنا خداع قرار دیا جیسا کہ سورۂ فتح آیت نمبر۱۰۔ ''میں اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ'' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس کو اللہ تعالیٰ نے اپنا ہاتھ قرار دیا۔

نمبر۲: یہ بھی کہا گیا وہ اپنے زعم کے مطابق اللہ کو دھوکہ دیتے ہیں کیونکہ ان کے خیال میں اللہ تعالیٰ کی ذات ان میں سے ہے۔ جن کو دھوکہ دینا صحیح ہے یہ تمثیل اکثر دو سے زیادہ کے لیے استعمال ہوتی ہے مثلاً تم کہو گے۔ عاقبت اللص۔ میں نے چور کو سزا دی۔ یہ یخدعون بھی پڑھا گیا ہے۔

نحوی تحقیق:

نحو : نمبر۱: یہ یقول کا بیان ہے۔ نمبر۲ یا جملہ مستانفہ ہے۔ گویا کہا گیا کہ وہ جھوٹے ایمان کا کیوں دعویٰ کرتے ہیں اس میں

ان کا کیا فائدہ ہے۔

جواباً کہا گیا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے دھوکہ کرتے ہیں اور اس میں ان کی منفعت یہ ہے۔ کہ کفار کی طرح ان سے لڑائی نہیں کی جاتی۔ اور مؤمنین کے احکامات ان پر لاگو ہیں۔ اور وہ غنائم سے حصہ پاتے ہیں۔ وغیرہ

صاحب الوقوف کا قول:

صاحب الوقوف نامی کتاب کے مصنف نے کہا کہ ''مؤمنین'' پر وقف لازم ہے کیونکہ وصل کرنے میں تقدیر عبارت یہ بن جائے گی۔ وما هم بمؤ منين مخادِعين خداع کے وصف کی نفی ہو جائے گی جیسے کہ تم کہو۔ ماھو بر جل کا ذب وہ جھوٹا آدمی نہیں۔ حالانکہ یہاں تو مقصد ان کے ایمان کی نفی اور خداع کا ان کے لیے ثابت کرنا ہے۔

نمبر۲: جنہوں نے یخادعون کو یقول کی خبر سے حال قرار دیا اور یقول کو اس میں عامل قرار دیا تو ان کے مطابق تقدیر عبارت اس طرح ہوگی۔ یقول امنا با للّٰه مخادعين۔ وہ کہتے ہیں ہم تو اللہ پر ایمان لائے حالانکہ وہ دھوکہ دینے والے ہیں۔

نمبر۳: بمؤمنین: نحو: یہ یقول کی ضمیر سے حال ہے اور اس کا عامل اسم فاعل ہے اس صورت میں تقدیر عبارت یہ ہوگی۔ وماهم بمؤ منين في حال خداعهم: (وہ اپنے دھوکہ کی حالت میں مؤمن نہیں ہو سکتے) اس صورت میں مؤمنین پر وقف بھی نہ ہوگا۔ پہلی ترکیب۔ سب سے بہتر ہے۔

''وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا'' (اور ایمان والوں کو دھوکہ دیتے ہیں) وہ رسول اللہ ﷺ اور مؤمنین کو ایمان ظاہر کر کے اور کفر چھپا کر دھوکہ دیتے ہیں۔

وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ (حالانکہ وہ دھوکہ نہیں دیتے مگر اپنے آپ کو) وہ یہ دھوکہ بازوں کے ساتھ ملا جلا معاملہ اپنی جانوں کے ساتھ کرتے تھے۔ کیونکہ اس کا نقصان انہی کو پہنچے گا۔ اور ان کے دھوکے کا نچوڑ آخرت کا عذاب ہے جو ان کی طرف لوٹ آیا۔ پس گویا انہوں نے اپنے آپ کو دھوکہ دیا۔ ابو عمرو۔ نافع اور ابن کثیر مکی نے۔ مطابقت کے لیے۔ ''مایخادعون'' پڑھا ہے

مگر پہلے لوگوں کو عذر یہ ہے کہ خدع اور خادع۔ اس جگہ ایک معنی دیتے ہیں (اس لیے اسی طرح پڑھیں گے)۔

فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ۙ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۢ ۙ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ۝١٠

ان کے دلوں میں بیماری ہے تو اللہ نے ان کی بیماری اور بڑھائی اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے، بدلا ان کے جھوٹ کا۔

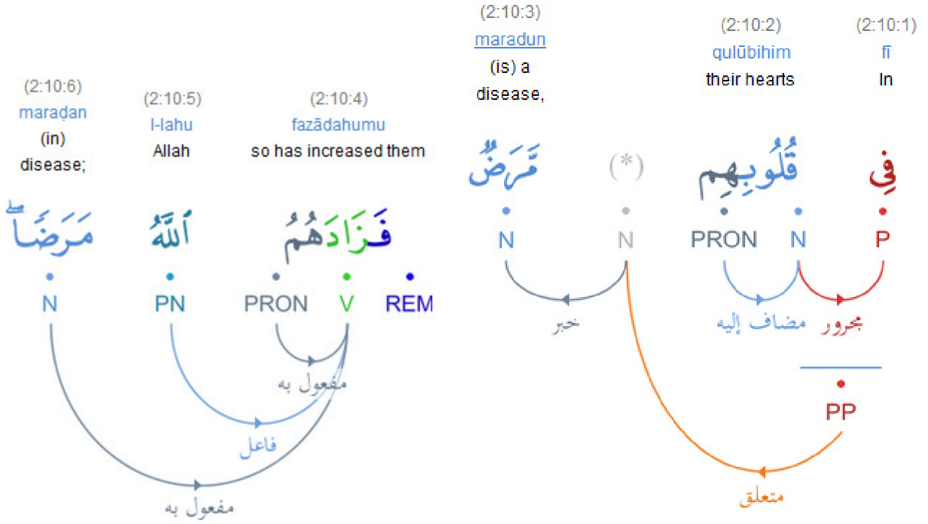

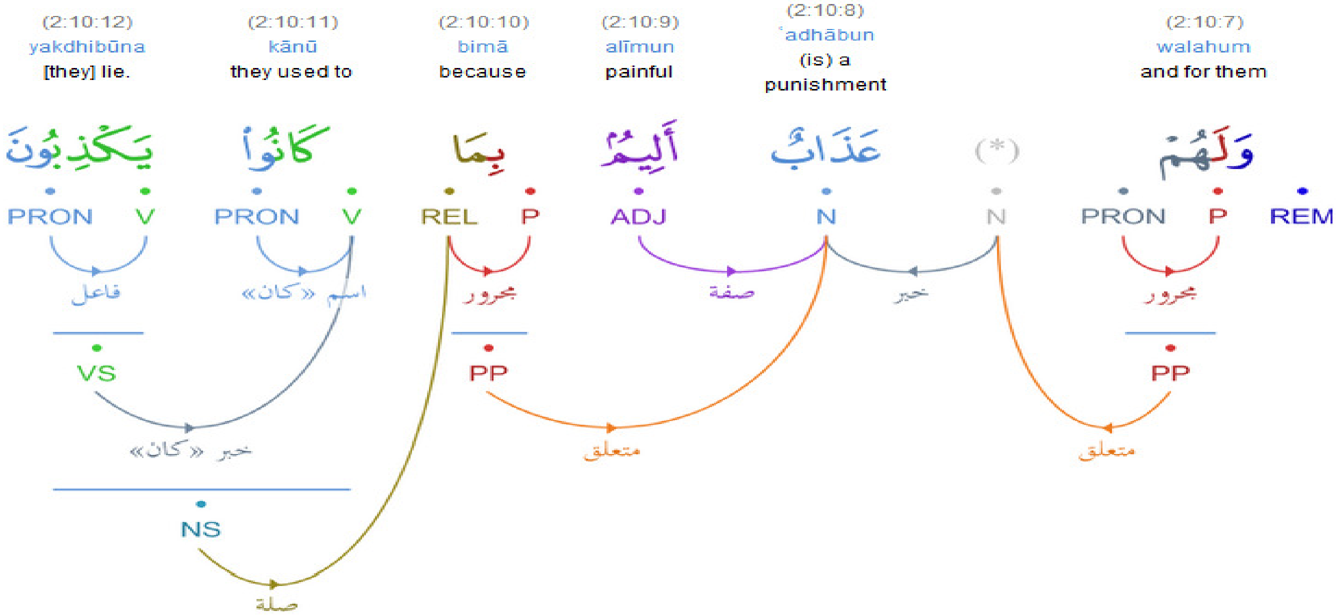

فِيْ قُلُوْبِهِمْ اسم مجرور و«هم» ضمير متصل في محل جر بالاضافة مَّرَضٌ ۙ اسم مرفوع م ر ض (س) سے اسم ذات بیاری فَزَادَهُمُ الفاء استئنافية فعل ماض و«هم» ضمير متصل في محل نصب مفعول به، ز ی د (ض) زیادہ ہونا، زیادہ کرنا اللّٰهُ لفظ الجلالة مرفوع مَرَضًا ۚ اسم منصوب مصدر بیمار ہونا (تمیز) وَلَهُمْ الواو استئنافية جار ومجرور عَذَابٌ اسم مرفوع اَلِيْمٌ ۙ صفة مرفوعة بِمَا جار ومجرور م مصدریہ: بسبب کہ وہ جھوٹ بولتے تھے، ء ل م فعیلۃ کے وزن پر، دردناک، تکلیف دینے والا (س) دکھی ہونا، تکلیف اٹھانا كَانُوْا فعل ماض والواو ضمير متصل في محل رفع اسم «كان« يَكْذِبُوْنَ فعل مضارع والواو ضمير متصل في محل رفع فاعل، ک ذ ب (ض) جانتے بوجھتے کسی کو غلط اطلاع دینا، جھوٹ بولنا

جملة «فزادهم الله» معطوفة على جملة «في قلوبهم مرض» لا محل لها. «مرضا» مفعول به ثانٍ. جملة «ولهم عذاب» معطوفة على جملة «فزادهم الله» لا محل لها. جملة «كانوا» صلة الموصول الحرفي «ما» لا محل لها، والمصدر المؤول «بما كانوا» مجرور متعلق بالاستقرار المقدر في «لهم.»

في قلوب جارّ ومجرور متعلّق بمحذوف خبر مقدّم و*هم* ضمير متّصل في محل جرّ مضاف إليه *مرض* مبتدأ مؤخّر مرفوع. *الفاء* عاطفة *زاد* فعل ماض و*هم* ضمير متّصل في محلّ نصب مفعول به أوّل *اللّه* لفظ الجلالة فاعل مرفوع *مرضا* مفعول به ثان منصوب. *الواو* عاطفة *اللام* حرف جرّ *هم* ضمير متّصل في محلّ جر باللام متعلّقان بمحذوف خبر مقدّم *عذاب* مبتدأ مؤخّر مرفوع *أليم* نعت لـ *عذاب* مرفوع مثله. *الباء* حرف جرّ سببيّ *ما* حرف

الجدول في إعراب القرآن ، ج 1 ، ص : 50

مصدري ، أو اسم موصول في محلّ جرّ بالباء ، والجملة بعده صلة ، والعائد محذوف.

. *كانوا* فعل ماض ناقص و*الواو* ضمير متّصل في محلّ رفع اسم كان *يكذبون* فعل مضارع مرفوع و*الواو* ضمير فاعل.

والمصدر المؤول من *ما* والفعل في محلّ جرّ بالباء متعلّق بمحذوف نعت ثان لـ *عذاب* أي : عذاب أليم مستحقّ بكونهم كاذبين.

جملة : « في قلوبهم مرض ... » لا محلّ لها استئنافية بيانية مقرّرة لمعنى قولهم : « ما هم بمؤمنين .. » أو تعليليّة.

وجملة : « زادهم اللّه مرضا ... » لا محل لها معطوفة على جملة في قلوبهم مرض.

وجملة : « لهم عذاب أليم ... » لا محل لها معطوفة على جملة زادهم اللّه مرضا.

وجملة : « يكذبون ... » في محلّ نصب خبر كانوا ، وجملة *كانوا* لا محلّ لها صلة الموصول الحرفي.

الصرف :

مرض ، مصدر سماعيّ لفعل مرض بمرض باب فرح وزنه فعل بفتحتين.

زاد ، فيه إعلال بالقلب أصله زيد مضارعه يزيد ، جاءت الياء متحرّكة بعد فتح قلبت ألفا. وهو إما فعل لازم مثل زاد المال أو فعل متعدّ لمفعولين مثل زادك اللّه جلالا.

أليم ، صفة مشبّهة من ألم يألم باب فرح وزنه فعيل.

كانوا ، فيه إعلال بالقلب أصله كون مضارعه يكون ، جاءت الواو متحركة بعد فتح قلبت ألفا.

یعنی انکے دلوں میں نفاق اور دین اسلام سے اور مسلمانوں سے نفرت اور حسد اور عناد یہ مرض پہلے سے موجود تھے اب نزول قرآن اور ظہور شوکت اسلام اور ترقی و نصرت اہل اسلام کو دیکھ دیکھ کر ان کی وہ بیماری اور بڑھ گئی۔ اس جھوٹ کہنے سے وہی اسلام کا جھوٹا دعوی اٰمنا باللّٰہ و بالیوم الاٰخر مراد ہے جو اوپر گزر چکا یعنی عذاب الیم حقیقت میں ان کے نفاق کی سزا ہے نہ مطلق جھوٹ بولنے کی۔ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ علیہ کو اسی باریک فرق پر متنبہ فرمانا منظور ہے جو یکذبون کا ترجمہ جھوٹ بولنے کی جگہ "جھوٹ کہنا" فرماتے ہیں۔ فجزاہ اللّٰہ ما ادقّ نظرہ۔ (عثمانی)

فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ۙ شَكٌّ وَنِفَاقٌ فَهُوَ يُمَرِّضُ قُلُوْبَهُمْ اَیْ يُضَعِّفُهَا فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ۚ بِمَا اَنْزَلَهُ مِنَ الْقُرْاٰنِ لِكُفْرِهِمْ بِهٖ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ مُؤْلِمٌ بِمَا كَانُوْا يُكَذِّبُوْنَ ﴿۱۰﴾ بِالتَّشْدِيْدِ اَیْ نَبِیَّ اللّٰهِ وَبِالتَّخْفِيْفِ اَیْ فِیْ قَوْلِهِمْ اٰمَنَّا

ترجمہ:.........ان کے دلوں میں (شک ونفاق کا بڑا بھاری) مرض ہے (کہ وہ ان کے دلوں کو روگی اور کمزور بنائے ہوئے ہے) سو اللہ نے ان کا مرض اور بھی بڑھا دیا ہے (نازل شدہ قرآن سے کفر کرنے کی وجہ سے) اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا (تکلیف دہ) ان کے جھوٹ بولنے کی وجہ سے (یکذبون کی قرأت مشدد بھی ہے یعنی اللہ کے نبی ﷺ کی تکذیب کرتے ہیں اور دوسری قرأت بالتخفیف ہے یعنی اپنے قول آمنا میں جھوٹے ہیں)۔

ترکیب وتحقیق:.........**فی قلوبهم** خبر مقدم۔**مرض** مبتدا مؤخر۔جملہ اسمیہ **زاد هم الله مرضا**۔جملہ فعلیہ **عذاب** موصوف۔**الیم** صفت **بما کانوا یکذبون** جملہ بتاویل مصدر ہو کر صفت موصوف صفات سے مل کر مبتدا۔**لهم** خبر،**مرض**، بدن کی غیر طبعی اور غیر اعتدالی حالت مجاز اًروحانی خصائل رذیلہ کو بھی کہتے ہیں، یہاں یہی مراد ہے۔**زاد** کی اسناد **ختم** کی طرح اللہ نے اپنی

طرف کی ہے۔اس لئے معتزلہ کے لئے مساغ استدلال نہیں ہے۔**الیم** فعیل کا وزن ہے۔جلال محقق نے اسکے بعد **مولم** نکال کر اشارہ کر دیا کہ اس کو اسم فاعل کے معنی میں بھی لے سکتے ہیں۔عذاب تکلیف دینے والا ہوتا ہی ہے اور بمعنی اسم مفعول بھی لے سکتے ہیں جس سے مقصود مبالغہ ہوگا اس قدر سخت ترین عذاب ہوگا کہ عذاب خود تکلیف میں ہوگا **کالنار اذا شدت یا کل بعضہ بعضا** کذب خلاف واقع بات کو کہتے ہیں اور بعض کے نزدیک خلاف اعتقاد اور بعض کے نزدیک خلاف اعتقاد اور خلاف واقعہ دونوں کذب کے لئے شرط ہے علی ہذا اس کی ضد صدق میں بھی یہی تین قول ہوں گے۔قاضی بیضاویؒ اور علامہ زمخشریؒ نے تصریح کی ہے کہ اس سے کذب کا مطلقاً حرام ہونا معلوم ہوا۔لیکن صحیح بات یہ ہے کہ کذب کی مختلف صورتیں ہیں بعض حرام،بعض مکروہ،بعض مباح،بعض واجب محل استعمال اور موقع کے لحاظ سے فرق رہے گا۔ كما بين فی كتب الفقه.

ربط وتشریح:...... **دل کے روگی** .... مرض کی تفسیر میں ان کی بداعتقادی، بدگمانی، بدزبانی، حسد و اندیشہ سب داخل ہے اور حسد کے باعث روز بروز اسلامی ترقیات ان کے لئے سوہان روح بنی ہوئی ہیں اس لئے دل کے روگوں میں ترقی و اضافہ ہوتا جاتا ہے اس مقام کی فی الجملہ تحقیق گزر چکی ہے۔معاصی پر امراض قلب کے اطلاق سے معلوم ہوا کہ نیکی اور بدی کا ایک مزاج اور تاثیرات ہوتی ہیں جس سے روح متاثر ہوتی ہے۔

نحو: الیم فعیل کے وزن پر بمعنی مفعل ہے یعنی مولم (دردناک)

بِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ : (اس سبب سے کہ وہ جھوٹ بولتے تھے) یعنی امنا باللہ وبالیوم الآخر کے قول میں جھوٹ کے سبب۔ ما فعل کے ساتھ مل کر مصدر کا معنی دے رہا ہے۔ کسی چیز میں پائی جانے والی حقیقت کے خلاف اس چیز کے متعلق خبر دینا۔

دیگر قراء:

يُكَذِّبُونَ پڑھتے ہیں۔ یعنی ان چیزوں کی تکذیب کر کے جن کو آپ لے کر آئے ہیں۔ بعض نے کہا۔ یہ کذب میں مبالغہ کے لیے لایا گیا۔ شدید سے لائے، جیسا کہ صدق میں مبالغہ کے لیے کہتے ہیں۔ صدق۔ ان دونوں کی نظیر بان اور بین کا لفظ ہے۔

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ : (جب ان سے کہا گیا) اس کا عطف يقول امنا پر ہے کیونکہ جب تم اس طرح کہو گے۔ کہ لوگوں میں سے بعض ایسے ہیں کہ جب ان سے کہا جاتا ہے۔ (لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ) (کہ زمین میں فسادمت مچاؤ) تو یہ تعبیر صحیح ہے۔

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ ⑪

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد نہ کرو تو جواب دیتے ہیں کہ ہم تو صرف اصلاح کرنے والے ہیں۔

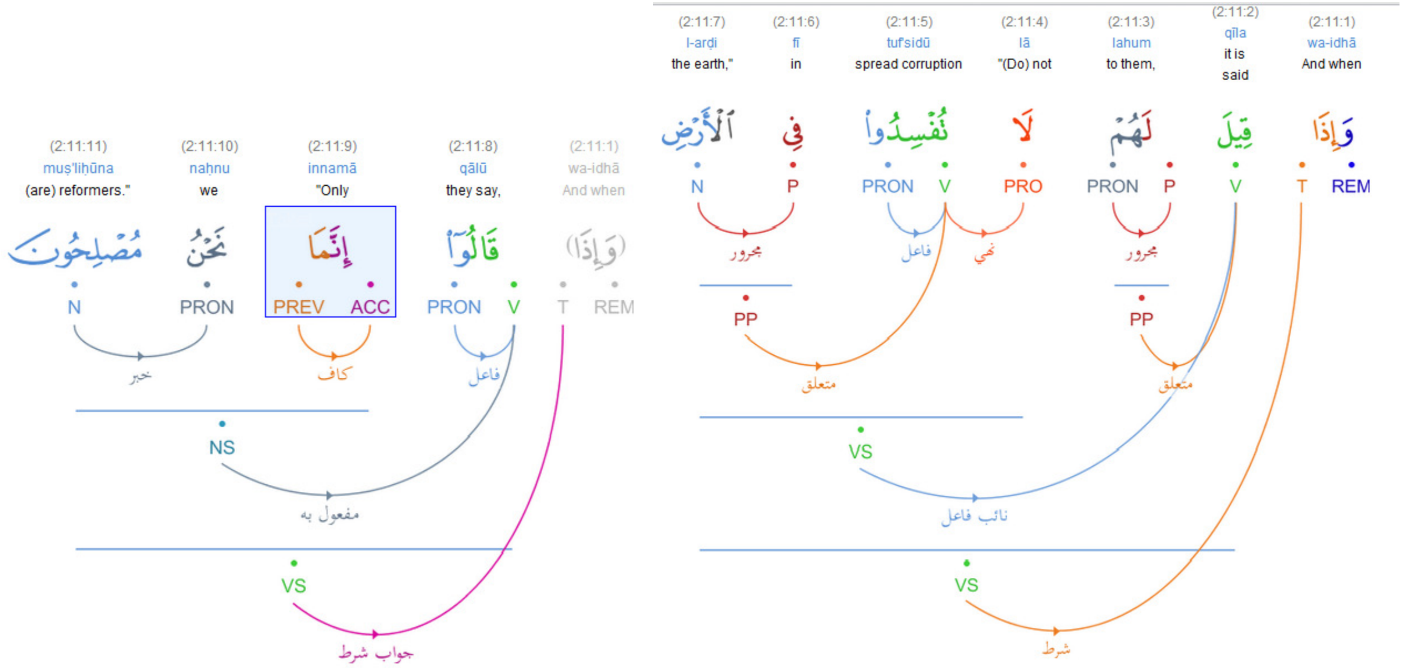

وَإِذَا الواو استئنافية ظرف زمان قِيلَ فعل ماض مبني للمجهول لَهُمْ جار ومجرور لَا حرف نهي تُفْسِدُوا فعل مضارع مجزوم والواو ضمير متصل في محل رفع فاعل، ف س د (افعال) نظم بگاڑنے والا فِي الْأَرْضِ اسم مجرور قَالُوا فعل ماض والواو ضمير متصل في محل رفع فاعل إِنَّمَا كافة ومكفوفة نَحْنُ ضمير منفصل مُصْلِحُونَ اسم مرفوع ص ل ح (افعال) اسم الفاعل نظم کی خرابی دور کرنے والا

The preventive particle *mā* stops *inna* from taking its normal role in the sentence. Together the segments are known as *kāfa wa makfūfa* (كافة ومكفوفة).

اذاور اذا دونوں ظرف زماں۔ اذا ایک دفعہ کے لئے: جب ، اذا کئی بار: جب جب

انما بات اتنی ہے بس کہ، کچھ نہیں سوائے اس کے جب کہ ان ما دو الفاظ، ما موصولہ اور ان کا اسم ہے: بے شک وہ جو کے، بے شک جو کچھ کے۔ قرآن میں کہیں کہیں اس کو ملا کر بھی لکھا گیا ہے۔

نائب فاعل «قيل» ضميرٌ مستتر تقديره هو، يعود على مصدره، والتقدير: وإذا قيل لهم قول هو. واخترنا أن يكون النائب ضمير المصدر لأنه أكثر فائدة من الجار والمجرور، وجملة «وإذا قيل لهم» معطوفة على جملة» يَقُولُ «في الآية (8.(

الإعراب :

الواو عاطفة *إذا* ظرف لما يستقبل من الزمان يتضمّن معنى الشرط مبني على السكون متعلّق بالجواب قالوا. *قيل* فعل ماض مبنيّ للمجهول *اللام* حرف جرّ و*الهاء* ضمير متّصل في محلّ جرّ باللام متعلّق ب *قيل*. *لا* ناهية جازمة *تفسدوا* فعل مضارع مجزوم وعلامة الجزم حذف النون و*الواو* فاعل *في الأرض* جارّ ومجرور متعلّق ب *تفسدوا*. *قالوا* فعل ماض مبنيّ على الضمّ و*الواو* فاعل.

إنّما كافّة ومكفوفة لا عمل لها *نحن* ضمير منفصل في محلّ رفع مبتدأ *مصلحون* خبر مرفوع وعلامة رفعه الواو والنون عوض عن التنوين في الاسم المفرد.

جملة : « قيل ... » في محلّ جرّ مضاف إليه.

وجملة : « لا تفسدوا ... » في محل رفع نائب فاعل ،الجمهور يجعل هذه الجملة لا محلّ لها مفسّرة لنائب الفاعل المقدّر وهو القول الذي فسّرته الجملة ، وذلك لأن الجملة لا يصحّ – على رأيهم – أن تكون نائب فاعل لأنها أصلا لا يصحّ أن تكون فاعلا .. ولكنّ الجملة من وجهة نظر أخرى هي مقول القول للفعل المبنيّ للمعلوم ، فلمّا بني للمجهول أصبحت الجملة نائب فاعل. وهذا الرأي يميل إلى الأخذ به بعض علماء النحو القدامى كالزمخشري فيجعل الإسناد لفظيا لا معنويا والمحدثون ، وسيمرّ نظير لهذه الآية في آيات كريمة كثيرة ، وسنعربها كما أعربت هنا.

وجملة : « قالوا » لا محلّ لها من الإعراب جواب شرط غير جازم.

وجملة : « نحن مصلحون » في محلّ نصب مقول القول.

الصرف :

إذا ظرف للزمن المستقبل فيه معنى الشرط ، وقد يخلو من الشرط : والليل إذا يغشى. وقد يأتي للمفاجاة : خرجت فإذا رجل بالباب.

تفسدوا فيه حذف للهمزة تخفيفا كما جرى في *يؤمنون ، ويقيمون*.

قيل ، فيه إعلال بالقلب ، أصله قول بضم أوّله وكسر ثانيه ، ولكن الواو – وهو حرف علّة – لا يستطيع حمل الحركة فوجب تسكينه ونقلت حركته إلى القاف فأصبح قول بكسر فسكون ، ثم قلبت الواو ياء لسكونها وانكسار ما قبلها فأصبح الفعل قيل.

الأرض ، اسم جامد والهمزة فيه أصليّة ، وزنه فعل بفتح فسكون.

مصلحون ، جمع مصلح اسم فاعل من أصلح ، وفيه إذا حذف للهمزة تخفيفا كما حذفت من مضارعه لأنه على وزنه بإبدال حرف المضارعة ميما مضمومة وكسر ما قبل آخره ، وأصله مؤصلحون.

ان کا فساد یہ تھا کہ ان کی دلی ہمدردیاں تو کافروں سے تھیں اور مسلمانوں میں شامل رہ کر ان کے حالات سے انہیں باخبر رکھتے اور ان کے لیے جاسوسی کے فرائض سرانجام دیتے تھے۔ نئے اور ضعیف الاعتقاد مسلمانوں کو حیلوں بہانوں سے برگشتہ کرتے تھے اور جنگ کی صورت میں مسلمانوں کو نقصان پہنچانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھتے تھے۔

(اور کہتے تھے) یعنی ہم ہر ایک سے صلح رکھنا چاہتے ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ پہلے کی طرح سب شیر و شکر ہو کر رہیں اور نئے دین (اسلام) کی وجہ سے جو مخالفت بڑھ رہی ہے وہ ختم ہو جائے۔ (تیسیر القرآن)

قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ : (وہ کہتے ہیں بے شک ہم اصلاح کرنے والے ہیں) ہم مؤمنوں اور کافروں میں حسن سلوک سے درستگی و اصلاح کرنے والے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اصلاح کی صفت خاص ہم میں پائی جاتی ہے اور ہمارے ساتھ مخصوص ہے اس میں ممانعت کا کوئی شائبہ اور فساد کی کوئی صورت ملی ہوئی نہیں ہے۔

فَائِدَہ: اِنّما کا کلمہ کسی چیز میں حکم کو بند کرنے کے لیے آتا ہے۔ یا کسی چیز کو حکم میں بند کرنے کیلئے آتا ہے۔ جیسے کہتے ہیں۔ انما ینطلق زیدٌ۔ بے شک زید جانے والا ہے اور کوئی نہیں بے شک زید ہی کاتب ہے اور کچھ نہیں۔ ما۔ کافہ ہے کیونکہ یہ ان کو عمل سے روک دیتا ہے۔

اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ﴿١٢﴾

خبردار ہو یقیناً یہی لوگ فساد کرنے والے ہیں لیکن شعور (سمجھ) نہیں رکھتے۔

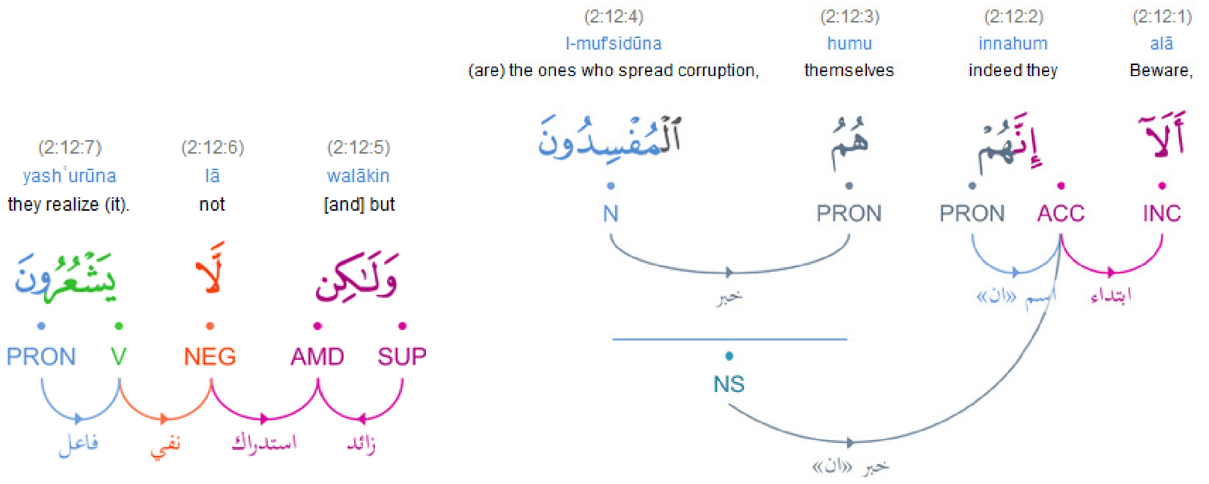

اَلَآ حرف ابتداء اِنَّهُمْ حرف نصب و«هم» ضمير متصل في محل نصب اسم «ان» هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ ف س د (افعال) اسم الفاعل۔ نظم بگاڑنے والا وَلٰكِنْ الواو زائدة حرف استدراك لَّا يَشْعُرُوْنَ (ش ع ر) (ن)

. The supplemental particle *wa* is usually translated as "then" or "so"

»ألا« حرف تنبيه، «هم» تأكيد لاسم «إن»، والضمير المرفوع المنفصل يؤكَّد به جميع ضروب المتصل. جملة «ولكن لا يشعرون» معطوفة على جملة «إنهم هم المفسدون.«

اَلَا کلمہ تنبیہ ہے: سنو، آگاہ ہو جاؤ، خبردار ہو، وغیرہ۔ کبھی رف استفہام ا اور لا نافیہ ساتھ آتے ہیں: کیا نہیں۔

لٰکِن اسم اور فعل دونوں میں آتا ہے اور غیر عامل ہے، لٰکِنَّ صرف اسم پر، اور اسم کو منصوب کردیتا ہے۔ معنی دونوں کے: لیکن۔

الإعراب :

***ألا* حرف تنبيه *إنّ* حرف مشبّه بالفعل للتوكيد و*الهاء* ضمير في محلّ نصب اسم إنّ و*الميم* حرف لجمع الذكور *هم* ضمير منفصل ، أو ضمير فصل و*المفسدون* خبر إنّ ، أو توكيد للضمير المتّصل اسم إنّ فهو مستعار لمحلّ النصب. في محل رفع مبتدأ *المفسدون* خبر المبتدأ مرفوع وعلامة الرفع الواو *الواو* عاطفة أو حاليّة *لكن* حرف استدراك**

***لا* نافية *يشعرون* مضارع مرفوع وعلامة الرفع ثبوت النون *الواو* ضمير متّصل فاعل.**

جملة : إنّهم هم المفسدون لا محلّ لها استئنافيّة.

وجملة : « هم المفسدون » في محل رفع خبر إنّ.

وجملة : « لا يشعرون » لا محلّ لها معطوفة على الاستئنافيّة أو في محلّ نصب حال من الضمير المستكنّ في اسم الفاعل *المفسدون*.

الصرف :

***المفسدون* ، جمع المفسد وهو اسم فاعل من أفسد ، وفيه حذف للهمزة تخفيفا كما حذفت من مضارعه لأنّه على وزنه بإبدال حرف المضارعة ميما مضمومة وكسر ما قبل آخره ، وأصله المؤفسدون.**

فساد، اصلاح کی ضد ہے۔ کفر و معصیت سے زمین میں فساد پھیلاتا ہے اور اطاعت الٰہی سے امن و سکون ملتا ہے۔ ہر دور کے منافقین کا کردار یہی رہا ہے کہ پھیلاتے وہ فساد ہیں اشاعت وہ منکرات کی کرتے ہیں اور پامال حدود الٰہی کو کرتے ہیں اور سمجھتے اور دعویٰ یہ کرتے ہیں کہ اصلاح اور ترقی کے لئے کوشاں ہیں۔ (احسن البیان)

اَلَآ اِنَّھُمْ ھُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰکِنْ لَّا یَشْعُرُوْنَ : (سنو یہی لوگ فسادی ہیں لیکن وہ سمجھتے نہیں) بے شک وہی فسادی ہیں۔ مفعول کے معلوم ہونے پر حذف کردیا۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَاۗءُ ۭ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاۗءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳﴾

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اور لوگوں (یعنی صحابہ) کی طرح تم بھی ایمان لاؤ تو جواب دیتے ہیں کہ ہم ایسا ایمان لائیں جیسا بیوقوف لائے ہیں، خبردار ہو جاؤ یقیناً یہی بیوقوف ہیں، لیکن جانتے نہیں۔

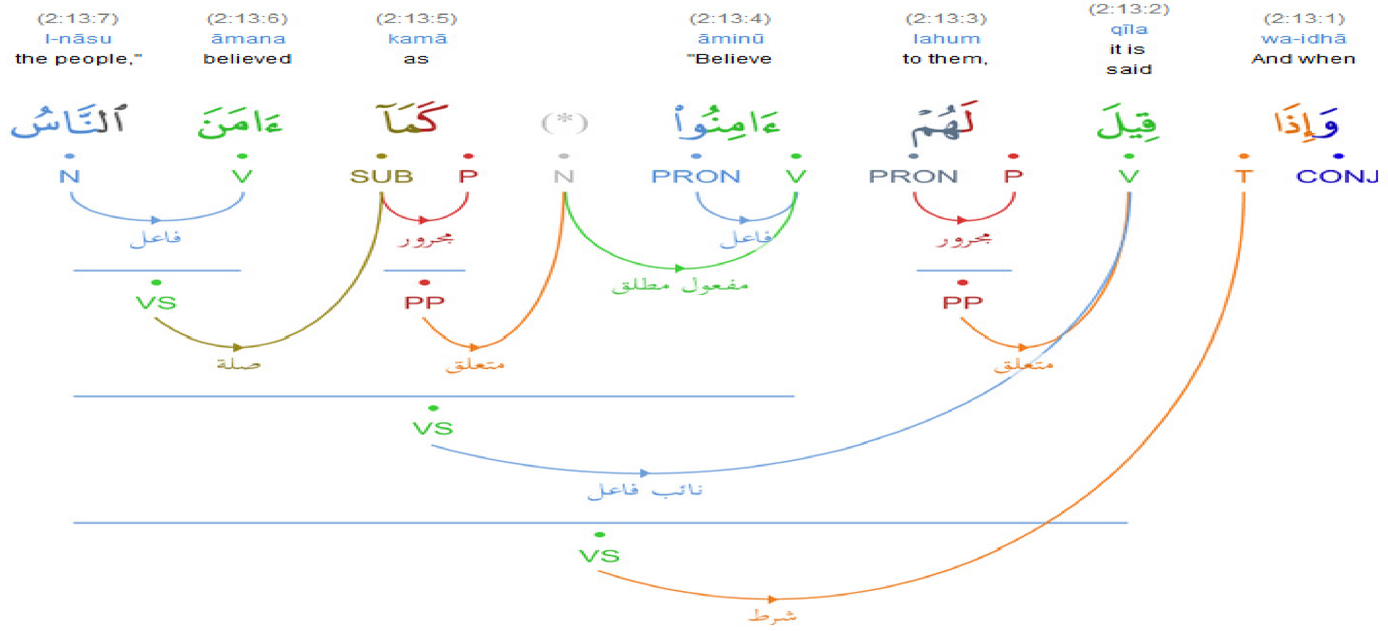

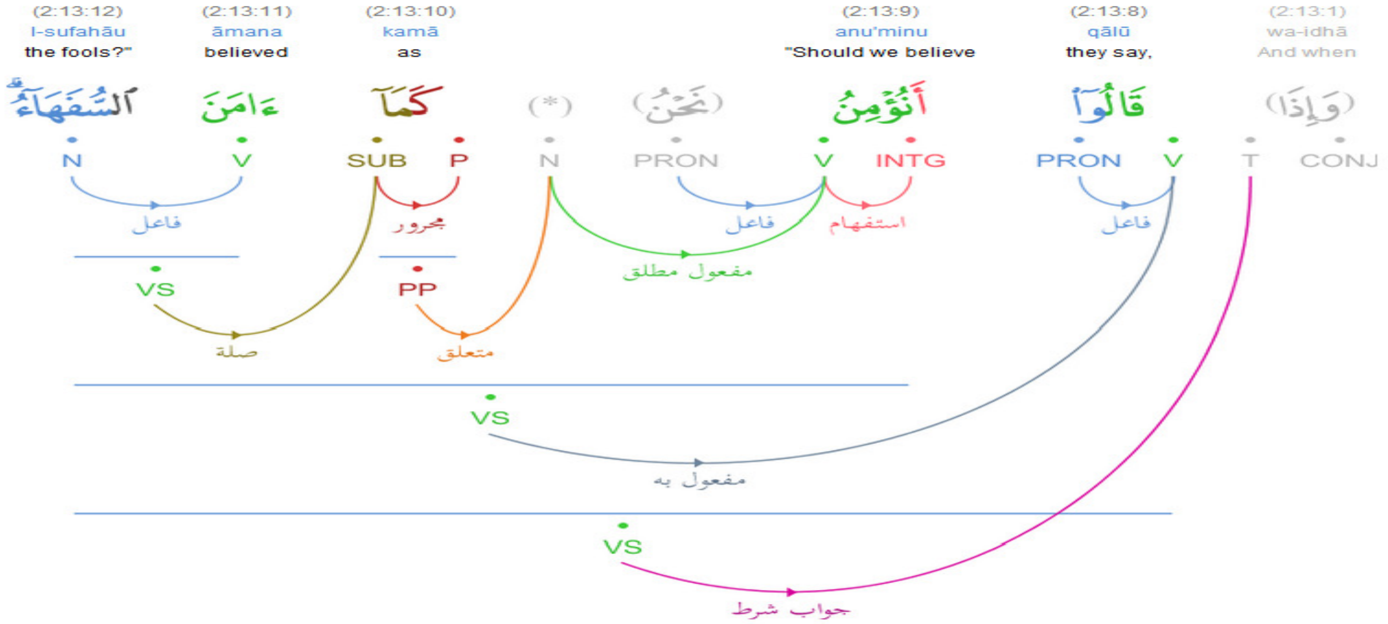

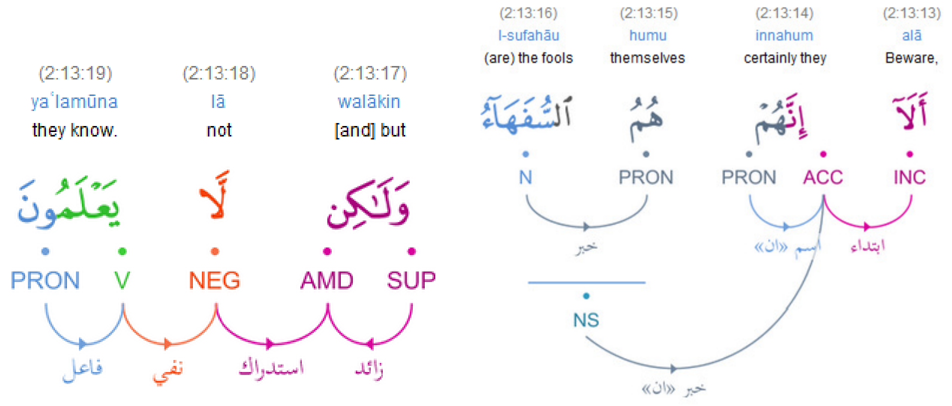

وَإِذَا الواو عاطفة ظرف زمان قِيلَ ق و ل مجهول لَهُمْ ءَامِنُوا فعل أمر والواو ضمير متصل في محل رفع فاعل افعال كَمَآ ءَامَنَ فعل ماض

النَّاسُ قَالُوٓا أَنُؤْمِنُ الهمزة همزة استفهام فعل مضارع كَمَآ ءَامَنَ السُّفَهَآءُ اسم مرفوع ۚ أَلَآ حرف ابتداء إِنَّهُمْ حرف نصب و«هم»

ضمير متصل في محل نصب اسم «ان« هُمُ السُّفَهَآءُ س ف ہ جمع ہے سفیہ کا۔ فَعِیل کے وزن پر صفت۔ بے وقوف وَلٰكِنۡ الواو زائدة حرف استدراك لَّا يَعۡلَمُوۡنَ ع ل م (س)

چونکہ بات اذا سے شروع ہوئی اس لئے اس لئے قالو کا ترجمہ حال میں کیا گیا۔ النَّاسُ اور السُّفَهَآءُ میں ال لام تعریف ہے، ایسے مخصوص لوگ جو بات کہنے اور سننے والے کے ذہن میں ہے۔ اسے معہود ذہنی کہتے ہیں اور اردو ترجمہ میں اس مفہوم کی ادائیگی "یہ" یا "ان" سے ہی ممکن ہے۔

قوله «آمنوا كما آمن الناس» الكاف اسم بمعنى مثل في محل نصب نائب مفعول مطلق؛ لأنه نعت لمصدر محذوف، و«ما» مصدرية أي: آمنوا إيمانا مثل إيمان الناس، والمصدر المؤول من «ما» وما بعدها في محل جر مضاف إليه. ومثلها «كما آمن السفهاء». وجملة «ولكن لا يعلمون» معطوفة على جملة «إنهم هم السفهاء.«

الإعراب :

وإذا قيل لهم سبق إعرابها في الآية رقم *11*. *آمنوا* فعل أمر مبنيّ على حذف النون و*الواو* فاعل و*الكاف* حرف ، أو اسم بمعنى مثل في محلّ نصب مفعول مطلق نائب عن المصدر لأنه صفته – أو في محل نصب حال من المصدر على رأي سيبويه. *ما* مصدرية *آمن* فعل ماض *الناس* فاعل مرفوع.

والمصدر المؤوّل من *ما* والفعل في محلّ جرّ بالكاف متعلّق بمحذوف مفعول مطلق أي آمنوا إيمانا كإيمان الناس.

قالوا فعل ماض وفاعله *الهمزة* للاستفهام الإنكاري *نؤمن* فعل مضارع مرفوع والفاعل ضمير مستتر تقديره نحن *كما آمن السفهاء* تعرب مثل : كما آمن الناس. *ألا إنّهم هم السفهاء ولكن لا يعلمون* تعرب كالآية *12* مفردات وجملا.

الإعراب :

وإذا قيل لهم سبق إعرابها في الآية رقم *11*. *آمنوا* فعل أمر مبنيّ على حذف النون و*الواو* فاعل و*الكاف* حرف جر « 1 » *ما* مصدرية *آمن* فعل ماض *الناس* فاعل مرفوع.

والمصدر المؤوّل من *ما* والفعل في محلّ جرّ بالكاف متعلّق بمحذوف مفعول مطلق أي آمنوا إيمانا كإيمان الناس.

قالوا فعل ماض وفاعله *الهمزة* للاستفهام الإنكاري *نؤمن* فعل مضارع مرفوع والفاعل ضمير مستتر تقديره نحن *كما آمن السفهاء* تعرب مثل : كما آمن الناس. *ألا إنّهم هم السفهاء ولكن لا يعلمون* تعرب كالآية *12* مفردات وجملا.

جملة « قيل ... » في محلّ جرّ مضاف إليه.

وجملة : « آمنوا ... » في محلّ رفع نائب فاعل ، انظر إعراب الجمل في الآية *11* فثمّة تعليل لجعل الجملة نائب فاعل. .

وجملة : « قالوا » لا محلّ لها جواب شرط غير جازم.

وجملة : « نؤمن ... » في محلّ نصب مقول القول.

الصرف :

السفهاء ، جمع سفيه ، صفة مشبّهة من فعل سفه يسفه باب فرح ، وزنه فعيل ، ووزن سفهاء فعلاء بضمّ ففتح.

(1) یعنی جس طرح تمہاری قوم کے دُوسرے لوگ سچائی اور خلوص کے ساتھ مسلمان ہوئے ہیں اسی طرح تم بھی اگر اسلام قبول کرتے ہو تو ایمانداری کے ساتھ سچے دل سے قبول کرو۔ (2) وہ اپنے نزدیک ان لوگوں کو بے وقوف سمجھتے تھے جو سچائی کے ساتھ اسلام قبول کر کے اپنے آپ کو تکلیفوں اور مشقّتوں اور خطرات میں مُبتلا کر رہے تھے۔ ان کی رائے میں یہ سراسر احمقانہ فعل تھا کہ محض حق اور راستی کی خاطر تمام ملک کی دُشمنی مول لے لی جائے۔ ان کے خیال میں عقل مندی یہ تھی کہ آدمی حق اور باطل کی بحث میں نہ پڑے، بلکہ ہر معاملے میں صرف اپنے مفاد کو دیکھے۔ (تفہیم)

وَاِذَا قِيۡلَ لَهُمۡ اَیْ لِھٰؤُلَاءِ لَا تُفۡسِدُوۡا فِى الۡاَرۡضِۙ بِالْكُفْرِ وَالتَّعْوِيْقِ عَنِ الْاِيْمَانِ قَالُوۡآ اِنَّمَا نَحۡنُ مُصۡلِحُوۡنَ ﴿۱۱﴾ وَلَيْسَ مَا نَحْنُ عَلَيْهِ بِفَسَادٍ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى رَدًّا عَلَيْهِمْ اَلَآ لِلتَّنْبِيْهِ اِنَّهُمۡ هُمُ الۡمُفۡسِدُوۡنَ وَلٰـكِنۡ لَّا يَشۡعُرُوۡنَ ﴿۱۲﴾ بِذٰلِكَ وَاِذَا قِيۡلَ لَهُمۡ اٰمِنُوۡا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ اَصْحَابُ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوۡآ اَنُؤۡمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ؕ الْجُهَّالُ اَیْ لَا نَفْعَلُ كَفِعْلِهِمْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى رَدًّا عَلَيْهِمْ اَلَآ اِنَّهُمۡ هُمُ السُّفَهَآءُ وَلٰـكِنۡ لَّا يَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۳﴾ ذٰلِكَ ،

ترجمہ:............ اور جب ان (لوگوں) سے کہا جائے کہ تم زمین میں فساد نہ کرو (بوجہ کفر کے اور لوگوں کو ایمان سے روک کر) تو کہنے لگتے ہیں کہ ہم تو اصلاح کرنے والے ہیں (ہمارا کام فساد کرنا نہیں ہے۔ حق تعالیٰ انکے رد و جواب میں فرماتے ہیں کہ) بلاشبہ یہی لوگ فسادی ہیں مگر (اس کا) شعور نہیں رکھتے۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ تم بھی ایسا ہی ایمان لے آ ؤ جیسے یہ (اصحاب النبی ﷺ) ایمان لائے ہیں تو کہتے ہیں (خاکم بدہن) کہ کیا ہم ایسا ایمان لائیں جیسا یہ بے وقوف جاہل ایمان لے آئے ہیں (یعنی ہم ان جیسا کام نہیں کر سکتے۔ حق تعالیٰ اس پر رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ) خبردار! بلاشبہ یہی لوگ احمق ہیں لیکن (اس جہالت و حماقت کا) علم نہیں رکھتے۔

''لیکن اس قسم کی بے باکانہ گفتگو غالباً غریب مسلمانوں کے روبرو کرتے ہوں گے باوجاہت مسلمانوں کے آگے تو چاپلوسی ہی کرتے تھے اب یہ شبہ بھی نہیں رہا کہ جب منافقین اپنے کفر کو چھپاتے رہتے تو ایسی عریاں گفتگو کیسے کرتے ہوں گے۔''

ترکیب و تحقیق:............ اذا شرطیہ۔ قیل کا نائب فاعل لا تفسدوا فی الارض. لھم متعلق قالوا کا فاعل خبر انما نحن مصلحون مفعول جملہ ہو کر خبر۔ جملہ شرطیہ............ الا حرف تنبیہ صدر کلام میں لایا جاتا ہے۔ ان کا اسم ضمیر۔ ھم المفسدون جملہ انَ کی خبر لکن استدراکیہ۔ فساد، حدِ اعتدال سے نکل جانا اس کی ضد اصلاح ہے قیل کے فاعل یا مؤمنین یا رسول اللہ ﷺ یا اللہ تعالیٰ

ہیں۔ بقول ابن عباسؓ و حسنؒ و قتادہؒ فساد سے مراد یہاں گناہ اور معاصی ہیں جن کی وجہ سے ظاہری اور باطنی فساد پیدا ہوتا ہے۔ ظھر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس۔

ربط و ﴿ تشریح ﴾:............ فسادی کون ہے؟ دو غلے شخص سے ہمیشہ فساد ہی متوقع ہو سکتا ہے لیکن اگر کوئی خیر خواہی کے جذبہ سے مجبور ہو کر ان کی خیر اندیشی فہمائش بھی کرتا ہے کہ زمین میں تمہارے اس طرز عمل سے بے چینی اور فساد پھیلتا ہے اس لئے باز آ جاؤ، تو غایت بلادت و حماقت سے اپنے عیوب کو ہنر ظاہر کرتے ہوئے بڑے شد و مد سے جواب دیتے ہیں کہ ہمارا کام تو صرف اصلاح کرنا ہے نہ کہ (فساد) اس جہل مرکب اور کسا د نظری کا کیا علاج کہ جہل کو علم، فساد کو اصلاح، کڑوے کو میٹھا، سیاہ کو سفید، سمجھنے لگے۔

نحو :الا۔ یہ ہمزہ استفہام اور حرف نفی سے مرکب ہے۔تا کہ مابعد کے ثبوت پر تنبیہ ہو جائے۔

ایک قاعدہ:

استفہام جب نفی پر آ جائے۔تو ثبوت کا فائدہ دیتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سورۃ قیامہ آیت نمبر ۴۰ میں ہے اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ (یقیناً وہ قادر ہے) تحقیق کے اس مقام پر ہونے کی وجہ سے اس کے بعد آنے والا جملہ اسی انداز سے شروع ہوگا۔جس سے قسم ملی ہو۔یہاں اللہ تعالیٰ نے ان کے مصلحین کی صف میں شامل ہونے کے دعویٰ کو بلیغ انداز سے رد کر دیا۔

نمبر۱:سخت ناراضگی کے مقام پر رکھا۔

نمبر۲:جملہ مستانفہ لا کر اس میں مبالغہ کر دیا۔

نمبر۳:پھر تاکید کے لیے اَلَآ اور اِنَّ لائے۔

نمبر۴:خبر معرفہ لائے۔

نمبر۵:لا یشعرون اور اس کے درمیان میں ضمیر فصل لائے۔

ایک سوال:

سوال : قیل: کی اسناد لاتفسد وا اور امنوا دونوں کی طرف درست ہے باوجود یکہ فعل کی اسناد فعل کی طرف صحیح نہیں ہوتی۔

جواب : یہاں فعل کی فعل کی طرف اسناد ہے جو کہ جائز ہے۔اور فعل کی اسناد معنی فعل کی طرف ممنوع ہے گویا کہ اس طرح کہا گیا۔جب ان کو یہ بات کہی گئی۔تو اسی سے یعنی دماغ پر جھوٹا گمان سوار کر لیا۔

کما: نحو :کما میں ما کافہ ہے جیسا کہ ربما میں ما مصدریہ ہے جیسا کہ:بِمَا رَحُبَتْ سورۃ التوبہ آیت نمبر ۲۵ میں۔

الناس۔نمبر ا۔الناس میں لام عہد خارجی کا ہے یعنی جس طرح ایمان لائے رسول اللہ اور جو ان کے ساتھ ہیں۔اور وہ معین لوگ ہیں۔عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھ والی جماعت یعنی جس طرح ایمان لائے تمہارے ساتھی اور بھائی

الف لام:

نمبر۲:(ا) لام جنس کا ہو یعنی جس طرح انسانیت میں کامل لوگ ایمان لائے۔

(ب):ایمان والوں کو گویا حقیقی انسان قرار دیا اور ان کے علاوہ لوگوں کو حیوان کہا۔

كَمَآ اٰمَنَ : میں کاف محل نصب میں ہے کیونکہ یہ مصدر محذوف کی صفت ہے۔یعنی (ایمانا مثل ایمان الناس)۔یعنی ایسا ایمان جو لوگوں کے ایمان کی طرح ہو۔اور کما امن السفہاء بھی اسی طرح ہے۔انؤمن میں استفہام انکاری ہے (یعنی ہم ایمان نہیں لائے)السفہآء میں لام سے الناس کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے جن کو انہوں نے بے وقوف قرار دیا تھا۔حالانکہ وہ لوگ عقل مند اور حلیم ہیں۔کیونکہ انہوں نے اپنے جہل سے یہ اعتقاد کر لیا کہ جس راستے پر وہ ہیں۔وہ برحق ہے اور اس کے علاوہ سب باطل ہے۔جو آدمی باطل پرست بن جائے تو بے وقوف ہے۔

السفہُ۔کم عقلی ، بے حوصلہ ہونا

فرق کی وجہ:

یہاں لا یعلمون فرمایا۔اور پہلے لا یشعرون کہا گیا۔

نمبرا: کیونکہ یہاں السفہ کا ذکر کیا اور وہ جہالت کو کہتے ہیں۔پس اس کے ساتھ علم کا تذکرہ بہترین مطابقت رکھتا ہے

نمبر۲: ایمان میں غوروفکر اور دلیل کی ضرورت ہے تا کہ دیکھنے والا معرفت حاصل کرے۔باقی فساد فی الارض ایک ایسا معاملہ ہے جس کی بنیاد عادات پر ہے پس وہ حسی معاملے کی طرح بن گیا۔(اس لیے وہاں شعور حس کی نفی کی ہے)

نحو: السفہاء یہ ان کی خبر ہے۔ھم ضمیر فصل ہے یا مبتدا ہے لہذا السفہاء اس کی خبر ہے۔اور یہ مل کر ان کی خبر ہے۔

وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا ۚ وَإِذَا خَلَوْا إِلَىٰ شَيَاطِينِهِمْ ۙ قَالُوا إِنَّا مَعَكُمْ ۙ إِنَّمَا
نَحْنُ مُسْتَهْزِئُونَ ﴿١٤﴾

اور جب ان لوگوں سے ملتے ہیں جو ایمان لا چکے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم (بھی تو) ایمان لا چکے ہیں۔اور جب تنہائی میں اپنے شیطانوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تو تمہارے ساتھ ہیں۔ہم تو صرف (مسلمانوں کو) بناتے ہیں۔

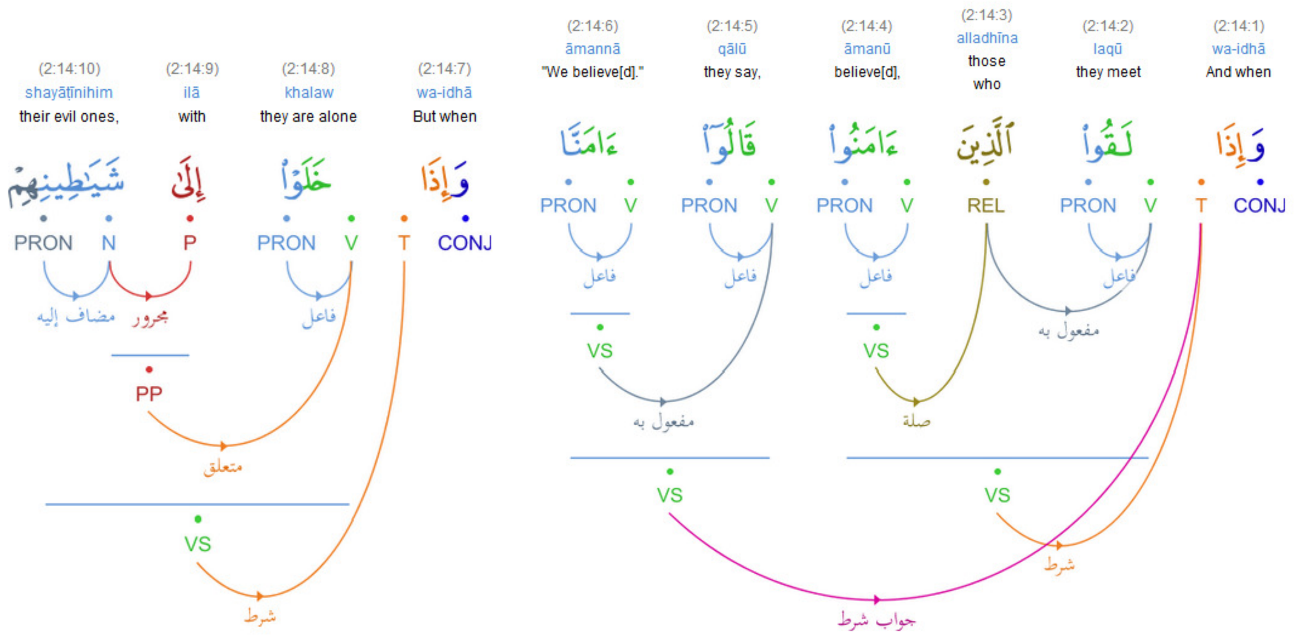

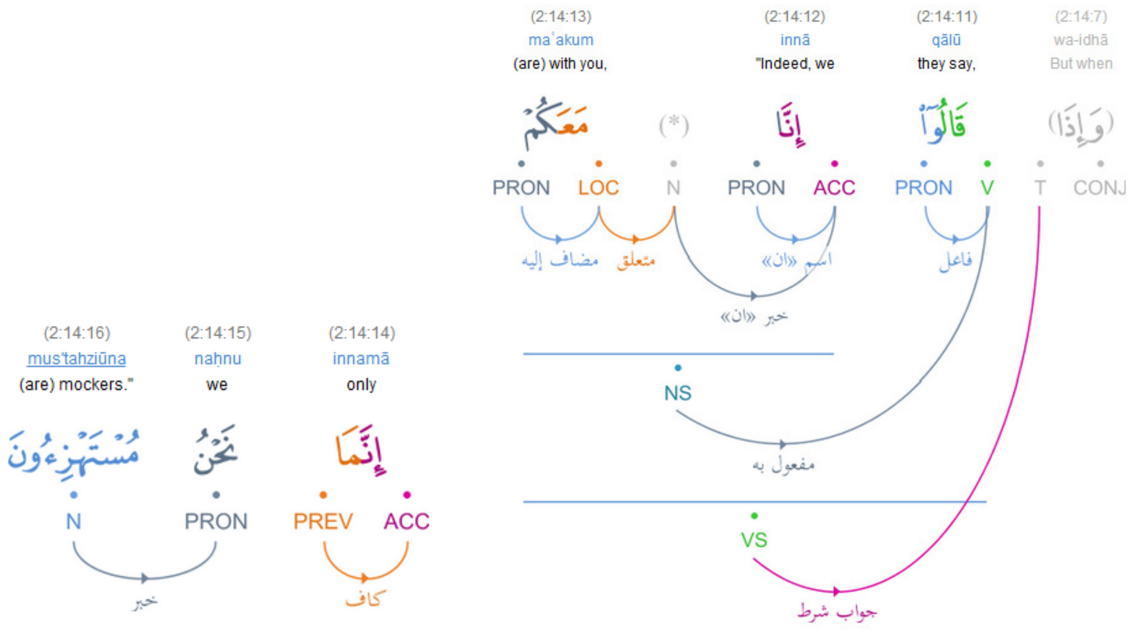

وَإِذَا لَقُوا ل ق ی (س) مادہ کا حرف علت گر گیا فعل ماض والواو ضمير متصل في محل رفع فاعل الَّذِينَ آمَنُوا فعل ماض والواو ضمير متصل في محل رفع فاعل قَالُوٓا آمَنَّا فعل ماض و«نا» ضمير متصل في محل رفع فاعل ۛ وَإِذَا خَلَوْا خ ل و (ن) تنہا ہونا إِلَىٰ شَيَاطِينِهِمْ اسم مجرور و«هم» ضمير متصل في محل جر بالاضافة ۷ قَالُوٓا إِنَّا حرف نصب و«نا» ضمير متصل في محل نصب اسم «ان» مَعَكُمْ ظرف مكان منصوب والكاف ضمير متصل في محل جر بالاضافة ۷ إِنَّمَا كافة ومكفوفة نَحْنُ مُسْتَهْزِءُونَ اسم مرفوع ھ ز ء استفعال اسم الفاعل مذاق کرنے والا

جملة «وإذا لقوا» معطوفة على جملة» وَإِذَا قِيلَ «قبلها لا محل لها. «لقوا» فعل ماض مبني على الضم المقدر على الياء المحذوفة لالتقاء الساكنين بعد تسكينها، والأصل لقِيُوا. والواو فاعل. «خلَوا» فعل ماض مبني على الضم، المقدر على الألف المحذوفة لالتقاء الساكنين، لاتصاله بواو الجماعة. والواو فاعل. «معكم» ظرف مكان يدل على الصحبة متعلق بخبر «إنَّ» المقدر أي :إنَّا كائنون معكم. جملة «إنما نحن مستهزئون» مستأنفة في حيز القول.

الإعراب :

الواو عاطفة *إذا* ظرفيّة شرطيّة غير جازمة متعلقة بالجواب قالوا. *لقوا* فعل ماض مبنيّ على الضمّ وفاعله *الذين* اسم موصول في محلّ نصب مفعول به *آمنوا* فعل ماض وفاعله *قالوا* مثل آمنوا. *آمنّا* فعل ماض مبني على السكون و*نا* ضمير متّصل في محلّ رفع فاعل.
الواو عاطفة *إذا* سبق إعرابه *خلوا* فعل ماض مبني على الضمّ المقدّر على الألف المحذوفة لالتقاء الساكنين و*الواو* فاعل. *إلى شياطين* جارّ ومجرور متعلّق بـ *خلوا* و*هم* ضمير متّصل في محل جرّ مضاف إليه. *قالوا* مثل آمنوا *إنّ* حرف مشبّه بالفعل للتوكيد و*نا* ضمير متّصل في محلّ نصب اسم إنّ *مع* ظرف مكان منصوب متعلّق بمحذوف خبر إنّ *الكاف* ضمير متّصل في محلّ جرّ مضاف إليه و*الميم* حرف لجمع الذكور. إنّما نحن مستهزءون سبق إعراب نظيرها في الآية *11* : إنما نحن مصلحون.
جملة : قالوا ... في محلّ جرّ مضاف إليه.

وجملة : « آمنوا لا محلّ لها صلة الموصول *الذين*.

وجملة : « قالوا ... » لا محلّ لها جواب شرط غير جازم.

وجملة : « أما » في محلّ نصب مقول القول.

الجدول في إعراب القرآن ، ج 1 ، ص : 56

وجملة : « خلوا ... » في محل جرّ مضاف إليه.

وجملة : « قالوا ... » الثانية لا محلّ لها جواب شرط غير جازم.

وجملة : « إنّا معكم » في محلّ نصب مقول القول.

وجملة : « إنّما نحن مستهزءون » لا محلّ لها استئناف بياني.

الصرف :

لقوا فيه إعلال بالتسكين وبالحذف ، وأصله لقيوا بضمّ الياء ، أسكنت الياء لثقل الحركة عليها - هو إعلال بالتسكين - ثمّ حذفت الياء لسكونها وسكون الواو بعدها ، وتحرّكت القاف بالضمّ أي بحركة الياء بعد تسكينها.

قالوا ، فيه إعلال بالقلب ، أصله قولوا بفتح الواو الأولى ، فلمّا تحرّكت الواو بعد فتح قلبت ألفا.

خلوا فيه إعلال بالحذف ، أصله خلاوا ، حذفت الألف لمجيئها ساكنة قبل واو الجماعة الساكنة فأصبح الفعل خلوا ، وزنه فعوا بفتح العين.

شياطين جمع شيطان ، اسم جامد على وزن فيعال سمي بذلك لمخالفة أمر اللّه لأن الفعل شطن يشطن باب نظر بمعنى خالفه عن نيّته ووجهه. ووزن شياطين فياعيل.

مع ، اسم له عدّة معان يستعمل مضافا ويكون ظرفا للمكان والمصاحبة : افعل هذا مع هذا ، أو ظرفا للزمان : جئتك مع العصر .. ويأتي منوّنا من غير إضافة : جاؤوا معا.

مستهزءون جمع مستهزئ ، اسم فاعل من استهزأ السداسيّ ، فهو على وزن مضارعه بإبدال حرف المضارعة ميما مضمومة وكسر ما قبل آخره أي وزنه مستفعلون.

شیطان کے معنی شریر و سرکش کے ہیں۔ یہ لفظ جنوں کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے اور ان انسانوں کے لئے بھی جو اس خصوصیت کے حامل ہوتے ہیں۔ یہاں شیطانوں سے مراد یا تو وہ کفار ہیں جو اپنے کفر کو سب پر ظاہر کرتے تھے یا وہ منافقین مراد ہیں جو ان میں رئیس سمجھے جاتے تھے۔ (الکتاب)

مطلب یہ ہے کہ یہ بد باطن مسلمانوں کے پاس آ کر اپنی ایمان دوستی اور خیر خواہی ظاہر کر کے انہیں دھوکے میں ڈالنا چاہتے ہیں تا کہ مال و جان کا بچاؤ بھی ہو جائے، بھلائی اور غنیمت کے مال میں حصہ بھی قائم ہو جائے۔اور جب اپنے ہم مشربوں میں ہوتے ہیں تو ان ہی کی سی کہنے لگتے ہیں۔ خلوا کے معنی یہاں ہیں انصر فوا اذ ھبوا خلصوا اور مضوا یعنی لوٹتے ہیں اور پہنچتے ہیں اور تنہائی میں ہوتے ہیں۔ اور جاتے ہیں پس خلوا جو کہ الیٰ کے ساتھ متعدی ہے اس کے معنی لوٹ جانے کے ہیں۔ فعل مضمر اور ملفوظ دونوں پر یہ دلالت کرتا ہے۔ بعض کہتے ہیں الیٰ معنی میں مع کے مترادف ہے مگر اول ہی ٹھیک ہے، ابن جریر کے کلام کا خلاصہ بھی یہ ہے کہ شیاطین سے مراد رؤسا بڑے اور سردار ہیں جیسے یہود علماء اور سرداران کفار قریش و منافقین۔ حضرت ابن عباس اور ابن مسعود اور دیگر صحابہ کا قول ہے کہ یہ شیاطین ان کے امیر امراء اور سرداران کفر تھے اور ان کے ہم عقیدہ لوگ بھی۔۔۔۔۔ ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا یا رسول اللہ کیا انسان کے شیطان بھی ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں جب یہ منافق مسلمان سے ملتے تو کہتے ہیں "ہم تمہارے ساتھ ہیں" یعنی جیسے تم ہو ویسے ہی ہم ہیں۔ اور اپنوں سے کہتے ہیں کہ ہم تو ان کے ساتھ ہنسی کھیل کرتے ہیں۔ حضرت ابن عباس ربیع بن انس اور قتادہ کی یہی تفسیر ہے۔ (ابن کثیر)

سیبویہ کا قول:

نمبرا: نحو: شیاطین کا نون اصلی ہے اس کی دلیل تشیطن ہے۔

نمبر۲: یہ نون زائدہ ہے یہ شطن سے نکلا ہے جو بُعْدٌ کے معنی میں ہے۔ اس لیے کہ شیطان بھلائی اور خیر سے دور ہے۔ یا شاط سے ہے یعنی جب باطل و بیکار ہوا۔ شیطان کا نام الباطل ہے۔

استہزاء کا مفہوم:

اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ۔ (ہم ان کے ساتھ استہزاء کرنے والے ہیں) یہ اِنّا معکم کی تاکید ہے۔ کیونکہ اس کا مقصد یہودیت پر ثابت قدمی ہے۔ اور اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ کہہ کر اسلام کی تردید کی ہے۔ اور اپنے سے اسلام کا دور کرنا مقصود ہے کیونکہ کسی چیز کا استہزاء کرنے والا اور اس کی تحقیر کرنے والا اس کا منکر ہوتا ہے۔

قاعدہ: کسی چیز کی نقیض کا دور کرنا اس کے ثبوت کی تاکید ہوتی ہے۔ یا یہ جملہ مستانفہ ہے پھر کلام اس طرح بنے گا۔ کہ جب منافقین نے اپنے شیاطین کو اِنَّا مَعَكُمْ کہا۔ تو جواب میں شیاطین الانس نے کہا۔ اگر تم ہمارے ساتھ ہو تو پھر مؤمنین کی موافقت کیوں کرتے ہو؟ تو منافقین نے جواباً کہا۔ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ (کہ تم شک میں مت رہو ہم تو ان سے موافقت ان کا مذاق اڑانے کے لیے کرتے ہیں)

الاستہزاء:

مذاق اُڑانا، مسخری کرنا، حقیر قرار دینا۔ اصل باب کا معنی خفت یعنی ہلکا سمجھنا استہزاء یہ ھزء سے بنا ہے جس کا معنی ہے جو جلدی قتل کرتا ہے۔ اور ھزأ یھزأ کا معنی موقعہ پر ہلاک ہونا مرجانا ہے۔

امام زجاج:

کہتے ہیں۔ پسندیدہ قول یہ ہے۔ اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ۔ کو بغیر عطف کے جملہ مستانفہ لانا بڑی شان عظمت رکھتا ہے۔ اس میں یہ بات بتلائی کہ اللہ تعالیٰ ہی ان سے انتہائی شدید استہزاء فرمانے والے ہیں۔ جس کے مقابلے میں ان کا استہزاء کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔ اس لیے کہ ان پر اس کی وجہ سے ذلت، عذاب اور رسوائی اُترے گی اور اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کی سزائیں اور بلائیں لمحہ بہ لمحہ اترتی رہیں گی۔

سوال: اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ فرمایا۔ اللہ مستھزئ بھم نہیں فرمایا۔ ایسا کیوں؟

جواب: تا کہ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ کے ساتھ لفظاً مطابق ہو جائے اور تواتر سزا پر بھی دلالت ہو۔

وَيَمُدُّهُمْ: (اور انہیں مہلت دے گا) یعنی ان کو مہلت دے گا۔ یہ زجاج کا قول ہے۔

فِيْ طُغْيَانِهِمْ: (ان کی سرکشی میں) کفر میں حد سے بڑھنا يَعْمَهُوْنَ (وہ حیران ہیں) یہ حال واقع ہے یعنی حیران اور متردد ہیں۔

اَللّٰهُ يَسۡتَهۡزِئُ بِهِمۡ وَيَمُدُّهُمۡ فِيۡ طُغۡيَانِهِمۡ يَعۡمَهُوۡنَ ۱۵

اللہ تعالیٰ بھی ان سے مذاق کرتا ہے اور انہیں ان کی سرکشی اور بہکاوے میں اور بڑھا دیتا ہے۔

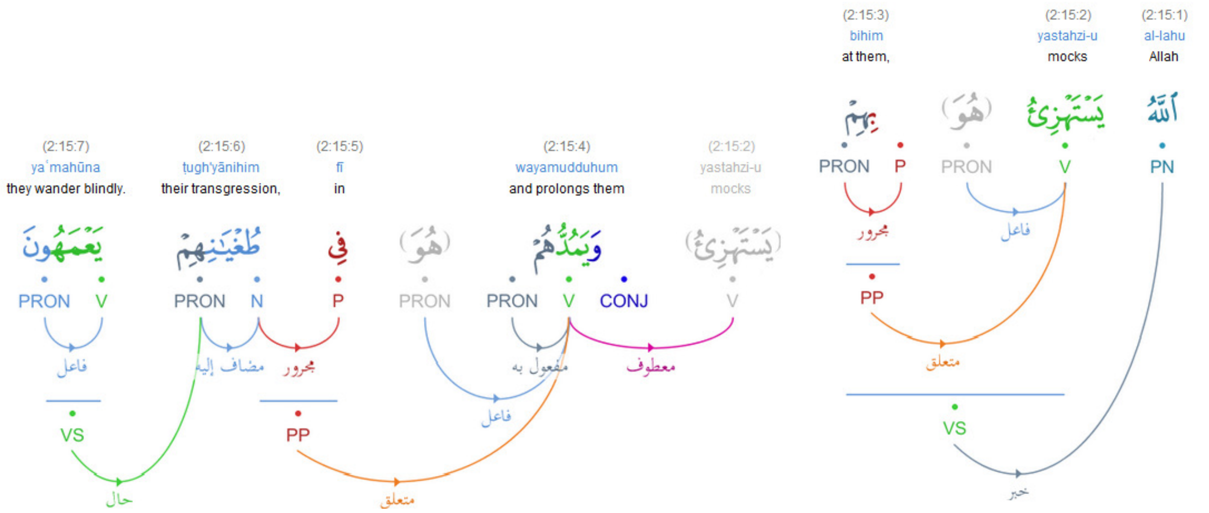

اَللّٰهُ لفظ الجلالة مرفوع يَسۡتَهۡزِئُ فعل مضارع بِهِمۡ جار ومجرور وَيَمُدُّهُمۡ م د د (ن) دراز کرنا۔ مہلت دینا الواو عاطفة فعل مضارع و«هم» ضمير متصل في محل نصب مفعول به فِيۡ طُغۡيَانِهِمۡ ط غ ی (ف) حد سے گزرنا فعلان کے وزن پر۔ اسم مبالغہ۔ حد سے بہت زیادہ تجاوز۔ اسم مجرور و«هم» ضمير متصل في محل جر بالاضافة يَعۡمَهُوۡنَ ع م ہ (ف-س) فقدان بصیرت کی وجہ سے بھٹکنا (عمی زیادہ تر آنکھوں کے نابینا) فعل مضارع والواو ضمير متصل في محل رفع فاعل

جملة «الله يستهزئ بهم» مستأنفة لا محل لها. جملة «يعمهون» حالية من مفعول «يمدهم» في محل نصب.

الإعراب :

اللّه لفظ الجلالة مبتدأ مرفوع *يستهزئ* فعل مضارع مرفوع والفاعل ضمير مستتر تقديره هو *الباء* حرف جرّ و*هم* ضمير متّصل في محلّ جرّ بالباء متعلّق بـ *يستهزئ* ، *الواو* عاطفة *يمدّ* فعل مضارع مرفوع و*هم* ضمير متّصل في محلّ نصب مفعول به ، والفاعل ضمير مستتر تقديره هو *في طغيان* جارّ ومجرور متعلّق بـ *يمدّ* أو بـ *يعمهون* ، و*هم* ضمير متّصل في محلّ جرّ مضاف إليه. *يعمهون* مضارع مرفوع وعلامة الرفع ثبوت النون و*الواو* فاعل.

جملة : « اللّه يستهزئ بهم » : لا محلّ لها استئنافيّة.

وجملة : « يستهزئ بهم » : في محلّ رفع خبر المبتدأ *اللّه*.

وجملة : « يمدّهم ... » في محلّ رفع معطوفة على جملة يستهزئ.

وجملة : « يعمهون » : في محلّ نصب حال من ضمير النصب في يمدّهم.

الصرف :

طغيان ، مصدر سماعي لفعل طغى يطغى باب فتح ، وزنه فعلان بضمّ الفاء.

اوصاف کاسدہ کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کیوں ؟قرآن کی بعض آیات میں بعض اوصاف ذمیمہ مثلاً استہزاء مکر اور خدع کی اللہ تعالیٰ کی طرف جو نسبت کی گئی ہے، یہ محض اہل عرب کے محاورہ کی وجہ سے ہے اور یہ تو ظاہر ہے کہ قرآن اہل عرب اور بالخصوص قریش کے محاورہ کے مطابق نازل ہوا ہے۔ایسے افعال اللہ تعالیٰ کی طرف کبھی اکیلے منسوب نہیں ہوتے بلکہ کافروں کے افعال کے جواب کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔ عرف عام میں ایسی صورت کو ''مشاکلہ'' کہتے ہیں ورنہ اللہ تعالیٰ کی ذات ایسے اوصاف سے پاک ہے۔ایسے عرب محاوروں کی ایک مثال درج ذیل آیت میں بھی موجود ہے۔(وَجَزٰۗؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا) (۴۲:۴۰) برائی کا بدلہ اس کے مثل (یا اتنی ہی) برائی ہے۔ حالانکہ جو برائی کا بدلہ لے اسے برائی نہیں بلکہ انصاف کہنا زیادہ مناسب ہے۔لیکن محاوروں میں برائی کا لفظ ہی استعمال ہوتا ہے۔اسی طرح یہاں بھی اللہ تعالیٰ کے جواباً مذاق اڑانے سے مراد منافقوں کو ان کے استہزاء کا پورا پورا بدلہ دینا ہے، نہ کہ ان کی طرح کا مذاق اڑانا۔ مگر محاورہ میں استہزاء کا لفظ ہی جواب کے طور پر استعمال ہوگا اور اللہ تعالیٰ ان کے استہزاء کا جواب اس صورت میں دے گا کہ عنقریب ان کے سارے پول کھول دے گا۔ جس سے یہ لوگ دنیا میں ذلیل و رسوا ہوں گے اور آخرت میں عذاب الیم سے دوچار ہوں گے۔ (تیسیر القرآن)

اللہ تعالیٰ ان کو جواب دیتے ہوئے ان کے اس مکروہ فعل کے مقابلہ میں فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی ان سے ٹھٹھا کرے گا اور انہیں ان کی سرکشی میں بھٹکنے دے گا، ۔۔۔۔۔۔۔۔اس تاخیر میں وہ اپنی بدکرداریوں میں اور بڑھ جاتے ہیں پس قرآن میں جہاں استہزاء مسخریت یعنی مذاق، مکر، خدیعت یعنی دھوکہ کے الفاظ آئے ہیں وہاں یہی مراد ہے۔ایک اور جماعت کہتی ہے کہ یہ الفاظ صرف ڈانٹ ڈپٹ اور تنبیہہ کے طور پر استعمال کئے گئے ہیں ان کی بدکرداریوں اور کفر و شرک پر انہیں ملامت کی گئی ہے۔اور مفسرین کہتے ہیں یہ الفاظ صرف جواب میں لائے گئے ہیں جیسے کوئی بھلا آدمی کسی مکار کے فریب سے بچ کر اس پر غالب آ کر کہتا ہے کہو میں نے کیسا فریب دیا حالانکہ اس کی طرف سے فریب نہیں ہوتا۔اسی طرح یہ فرمان الٰہی ہے کہ آیت (وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ) 3۔آل عمران: 54) اور آیت (اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّھُمْ فِىْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَھُوْنَ) 2۔البقرۃ: 15) ورنہ اللہ کی ذات مکر اور مذاق سے پاک ہے مطلب یہ ہے کہ ان کا فن فریب انہی کو برباد کرتا ہے۔ان الفاظ کا یہ بھی مطلب بیان کیا گیا ہے کہ اللہ ان کی ہنسی، دھوکہ، تمسخر اور بھول کا ان کو بدلہ دیگا تو بدلے میں بھی وہی الفاظ استعمال کئے گئے دونوں لفظوں کے دونوں جگہ معنی جدا جدا ہیں۔ دیکھئے قرآن کریم میں ہے آیت (جَزٰۗؤُا سَيِّئَةٍۢ بِمِثْلِهَا) 10۔یونس: 27) یعنی برائی کا بدلہ ویسی ہی برائی ہے آیت (فمن اعتدی علیکم فاعتدوا علیہ) جو تم پر زیادتی کرے تم بھی اس پر زیادتی کرو تو ظاہر ہے کہ برائی کا بدلہ لینا حقیقتاً برائی نہیں۔ زیادتی کے مقابلہ میں بدلہ لینا زیادتی نہیں۔ لیکن لفظ دونوں جگہ ایک ہی ہے حالانکہ پہلی برائی اور زیادتی "ظلم" ہے اور دوسری برائی اور زیادتی "عدل" ہے لیکن لفظ دونوں جگہ ایک ہی ہے۔اسی طرح جہاں جہاں کلام اللہ میں ایسی عبارتیں ہیں وہاں یہی مطلب ہے۔ایک اور مطلب بھی سنئے دنیا میں یہ منافق اپنی اس ناپاک پالیسی سے مسلمانوں کے ساتھ مذاق کرتے تھے اللہ نے بھی ان کے ساتھ یہی کیا کہ دنیا میں انہیں امن و امان مل گیا اور یہ مست ہوگئے حالانکہ یہ عارضی امن ہے، قیامت والے دن انہیں کوئی امن نہیں ملے گا گو یہاں ان کے مال اور جانیں بچ گئیں لیکن اللہ کے ہاں یہ دردناک عذاب کا شکار بنیں گے۔امام ابن جریر نے اسی قول کو ترجیح دی ہے اور اس کی بہت تائید کی ہے اس لئے کہ مکر، دھوکہ اور مذاق جو بلاوجہ ہو اس سے تو اللہ کی ذات پاک ہے ہاں انتقام، مقابلے اور بدلے کے طور پر یہ الفاظ اللہ کی نسبت کہنے میں کوئی حرج نہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس بھی یہی فرماتے ہیں کہ یہ ان کا بدلہ اور سزا ہے۔ (ابن کثیر)

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلَالَةَ بِالْهُدَىٰ فَمَا رَبِحَت تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ ﴿١٦﴾

یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے گمراہی کو ہدایت کے بدلے میں خرید لیا، پس نہ تو ان کی تجارت نے ان کو فائدہ پہنچایا اور نہ یہ ہدایت والے ہوئے۔

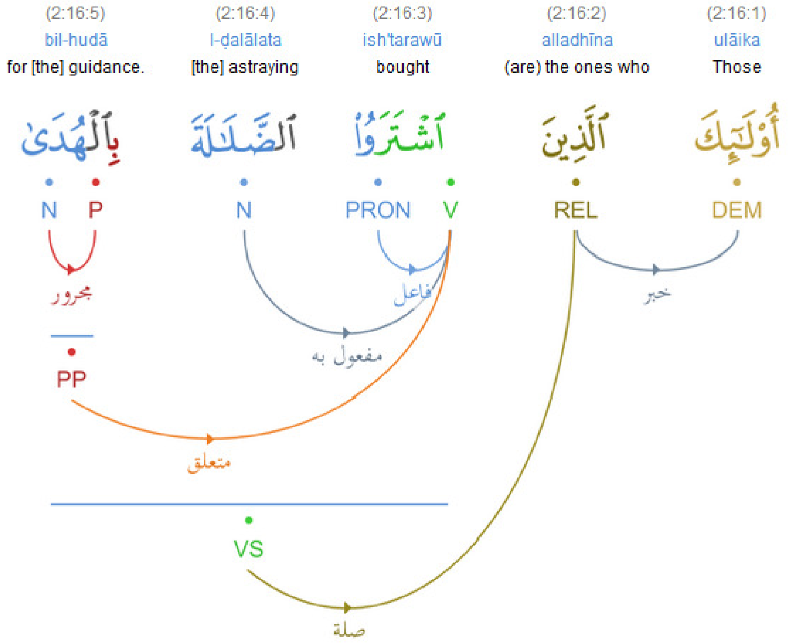

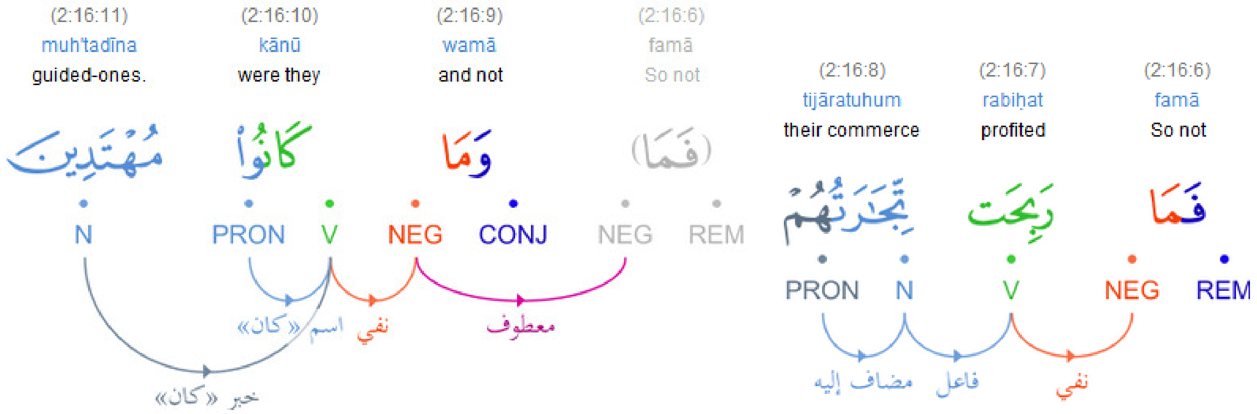

أُولَٰٓئِكَ اسم اشارة الَّذِيْنَ اسم موصول اشْتَرَوُا ش ر ی (افتعال) خرید نا اشْتَرَوا ہے ملانے کے لئے ضمہ واو پر فعل ماض والواو ضمير متصل في محل رفع فاعل الضَّلٰلَةَ (ض) گمراہ ہونا اسم منصوب بِالْهُدٰى جار ومجرور فَمَا الفاء استئنافية حرف نفي رَبِحَتْ ر ب ح (س) نفع بخش ہونا فعل ماض تِجَارَتُهُمْ اسم مرفوع و«هم» ضمير متصل في محل جر بالاضافة وَمَا كَانُوْا فعل ماض والواو ضمير متصل في محل رفع اسم «كان» مُهْتَدِيْنَ اسم منصوب افتعال اسم الفاعل کان کی وجہ سے منصوب ہدایت پانے والا

جملة «فما ربحت تجارتهم» معطوفة على جملة «اشتروا» فهي مثلها لا محل لها.

حروجارہ جب مفعول کے ساتھ تہ صلہ کہلاتے ہیں۔جب بغیر صلہ کے تومفول بنفسہ کہتے ہیں۔سئلتُ زیداً میں نے زید سے پوچھاسئلتُ من زیدٍ میں نے زید کے بارے میں پوچھا ۔ اشتری یشتری افتعال : خریدنے والی چیز کاذکر بنفسہ آتاہے اور قیمت کے طور پر جو چیز دی جاتی ہے اس پر ب کا صلہ آتاہے۔یہاں الضَّلٰلَةَ بنفسہ جو چیز خریدی گئی الهدى ہر ب کا صلہ وہ قیمت جوادا کی گئی۔

الإعراب :

أولاء اسم إشارة مبنيّ على الكسر في محل رفع مبتدأ و*الكاف* حرف خطاب *الذين* اسم موصول في محلّ رفع خبر.

اشتروا فعل ماضي مبنيّ على الضمّ المقدّر على الألف المحذوفة لالتقاء الساكنين و*الواو* ضمير متّصل فاعل في محل رفع. *الضلالة*

مفعول به منصوب *بالهدى* جارّ ومجرور متعلّق بفعل اشتروا بتضمينه معنى استبدلوا ، وعلامة الجرّ والكسر المقدّرة على الألف للتعذّر.

***الفاء* عاطفة وهي لربط السبب بالمسبّب *ما* نافية *ربح* فعل ماض و*التاء* للتأنيث *تجارة* فاعل مرفوع و*هم* ضمير متّصل في محلّ جرّ مضاف إليه *الواو* عاطفة *كانوا* فعل ماض ناقص مع اسمه *مهتدين* خبر كان منصوب وعلامة النصب الياء.**

جملة : « أولئك الذين ... » لا محلّ لها استئنافيّة.

وجملة : « اشتروا ... » لا محلّ لها صلة الموصول *الذين*.

وجملة : « ما ربحت ... » لا محلّ لها معطوفة على جملة الصلة.

وجملة : « ما كانوا مهتدين » لا محلّ لها معطوفة على جملة الصلة.

الجدول في إعراب القرآن ، ج 1 ، ص : 59

الصرف :

***اشتروا* فيه إعلال بالحذف ، أصله اشتراوا ، حذفت الألف لمجيئها ساكنة قبل واو الجماعة الساكنة ، وفتح ما قبلها دلالة عليها ، وزنه افتعوا بفتح العين.**

***الضلالة* ، مصدر سماعي لفعل ضلّ يضلّ باب ضرب وضلّ يضلّ باب فتح ، وزنه فعالة بفتح الفاء.**

***تجارتهم* ، مصدر سماعي لفعل تجر يتجر باب نصر ، وهذا المصدر يكاد يكون قياسيا لأن الفعل يدلّ على حرفة ، وقد يدلّ على الاسم الذي يتّجر به وزنه فعالة بكسر الفاء.**

***مهتدين* ، فيه إعلال بالحذف ، أصله مهتديين ، بياءين ، فلمّا جاءت الأولى ساكنة قبل ياء الجمع الساكنة حذفت ، وزنه مفتعين. وهو اسم فاعل من اهتدى الخماسيّ مفرده المهتدي على وزن مضارعه بإبدال حرف المضارعة ميما مضمومة وكسر ما قبل آخر.**

(1) تجارت سے مراد وہی گمراہی کا ہدایت کے بدلے مول لینا ہے جو اس سے پہلے مذکور ہے۔ (2) یعنی منافقین نے بظاہر ایمان قبول کیا اور دل میں کفر کو رکھا جسکی وجہ سے آخرت میں خراب اور دنیا میں خوار ہوئے کہ حق تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں ان کے احوال پر سب کو مطلع فرما دیا۔ ایمان لاتے تو دارین میں سرخرو ہوتے تو اب ان کی تجارت نے کوئی نفع ان کو نہ پہنچایا نہ دنیا کا اور نہ آخرت کا۔ اور وہ کچھ نہ سمجھے کہ مجرد ایمان زبانی کو کافی اور نافع سمجھ کر اس خرابی اور رسوائی میں گرفتار ہوئے۔ اب ان منافقین کے مناسب حال دو مثالیں بیان فرمائی ہیں۔ (عثمانی)

أُولٰٓئِكَ: (یہ لوگ) **نحو**: یہ مبتدا ہے اس کی خبر الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى یعنی اس کے بدلہ میں لے لیا اور ہدایت پر اس کو ترجیح دی۔

ایک سوال:

سوال: اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ (اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى خرید لیا گمراہی کو ہدایت کے بدلہ میں۔ کہ انہوں نے ہدایت کے بدلہ میں گمراہی کو لے لیا)) حالانکہ وہ تو ہدایت پر نہیں تھے۔

جواب: اس لیے کہ منافقین ایسی قوم میں سے تھے جو ایمان لانے کے بعد پھر کافر ہو گئے (پس اشتراء ضلالت کا مصداق بن گئے)

لفظ تجارت ربح کے فاعل سے متصل ہے یا تجارت ربح کا سبب ہے۔

نمبر۲: ان کو ہدایت پر قدرت دی گئی تھی۔ گویا ہدایت ان میں قائم تھی پس اس کو قدرت کے باوجود اختیار نہ کیا تو گویا ہدایت کو ضلالت کے بدلے ترک کر دیا۔

وَاِذَا لَقُوا اَصۡلُہٗ لَقِيُوۡا حُذِفَتِ الضَّمَّةُ لِلۡاِسۡتِثۡقَالِ ثُمَّ الۡيَاءُ لِاِلۡتِقَائِهَا سَاكِنَةً مَعَ الۡوَا و **الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا قَالُوۡٓا**
اٰمَنَّا ۚ وَاِذَا خَلَوۡا اِلٰى شَيٰطِيۡنِهِمۡ ۙ رُؤَسَائِهِمۡ **قَالُوۡٓا اِنَّا مَعَكُمۡ** ۙ فِي الدِّيۡنِ **اِنَّمَا نَحۡنُ مُسۡتَهۡزِءُوۡنَ** ﴿۱۴﴾
بِهِمۡ بِاِظۡهَارِ الۡاِيۡمَانِ **اَللّٰهُ يَسۡتَهۡزِئُ بِهِمۡ** يُجَازِيۡهِمۡ بِاِسۡتِهۡزَائِهِمۡ **وَيَمُدُّهُمۡ** يُمۡهِلُهُمۡ **فِیۡ طُغۡيَانِهِمۡ** تَجَاوُزِهِمُ
الۡحَدَّ بِالۡكُفۡرِ **يَعۡمَهُوۡنَ** ﴿۱۵﴾ يَتَرَدَّدُوۡنَ تَحَيُّرًا حَالٌ **اُولٰٓئِكَ الَّذِيۡنَ اشۡتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالۡهُدٰى** ص اِسۡتَبۡدَلُوۡهَا
بِهٖ **فَمَا رَبِحَتۡ تِّجَارَتُهُمۡ** اَىۡ مَارَبِحُوۡا فِيۡهَا بَلۡ خَسِرُوۡا لِمَصِيۡرِهِمۡ اِلَى النَّارِ الۡمُؤَبَّدَةِ عَلَيۡهِمۡ **وَمَا كَانُوۡا**
مُهۡتَدِيۡنَ ﴿۱۶﴾ فِيۡمَا فَعَلُوۡا

ترجمہ: .... یہ لوگ جب مسلمانوں سے ملتے ہیں تو (لقوا کی اصل لَقِيُوۡا تھی کسرہ کے بعد یا پر ضمہ دشوار تھا اس لئے حذف کردیا۔ پھر یا اور واو میں اجتماع ساکنین ہوا اس لئے یا بھی گر گئی لقوا ہوگیا) تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے ہیں اور جب تنہائیوں میں جاتے ہیں اور اپنے شیاطین (یعنی شریر سرداروں) کے پاس (واپس) پہنچتے ہیں تو کہنے لگتے ہیں کہ بلاشبہ ہم تمہارے ساتھ (ہم مذہب) ہیں۔ ان مسلمانوں سے (اظہار ایمان کرکے) ہم تو صرف دل لگی کررہے تھے اللہ ہی ان کی ساتھ استہزاء کا معاملہ کررہے ہیں (یعنی ان کی استہزاء کی سزا دیں گے) اور ان کو ڈھیل دیئے چلے جارہے ہیں (یعنی ان کو مہلت دے رہے ہیں) ان کی سرکشی (اور حدِ کفر کی طرف تجاوز کرنے) میں کہ وہ حیران و سرگرداں پھر رہے ہیں۔ (ترکیب میں یہی حال ہے یمدھم سے) یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے گمراہی کو ہدایت کے بدلہ خریدا ہے (یعنی تبدیل کرلیا ہے) لیکن ان کی اس تجارت نے ان کو کوئی نفع نہیں دیا (یعنی یہ اس تجارت میں کامیاب نہیں ہوئے بلکہ خسارہ میں رہے کہ ابدی جہنم ان کا ٹھکانا بنا) اور اس (کاروبار) میں ٹھیک طریقہ پر نہیں چلے۔

ترکیب و تحقیق: .... اذا قیل لھم شرط۔ آمنوا تفسیر۔ کما آمن الناس بتاویل آمنوا ایمانا مثل ایمان الناس مصدر محذوف کی صفت قالوا فعل با فاعل انومن مفعول۔ پورا جملہ جوابِ شرط۔ الا انھم ھم السفھاء جملہ مستانفہ۔ ولکن لایعلمون جملہ استدراکیہ۔ سفہ ہلکا پن، سفھت الریح کہتے ہیں یعنی ہوا نے اڑادیا۔ بیوقوفی پر بھی اطلاق ہونے لگا۔ سفیہ بروزن فعیل۔ سفھاء جمع ہے اس کا مقابل دانائی و تانی اور علم آتا ہے بمعنی سوچنا۔ فساد چونکہ ظاہر اور محسوسات میں سے ہوتا ہے اس

لئے اس کے ساتھ لایشعرون لائے اور ایمان قلبی اور غیر محسوس ہوتا ہے اس لئے یہاں لایعلمون لائے۔ پھر سفاہت اور علم دونوں کو جمع کرنا ہے جو کمال بلاغت ہے۔ اور یشعرون اور لایعلمون کے مفعول کو حذف کرنا تعمیم کے لئے ہے لقوا میں تعلیل ہوئی ہے دراصل لَقِیُوْا تھا یای مضموم ماقبل مکسور ثقل کی وجہ سے ضمہ حذف کردیا۔ اب یا اور واو دونوں ساکن ہوئے۔ یا کو حذف کردیا لَقُوْا ہوگیا۔ جملہ شرط الذین آمنوا، لقوا کا مفعول ہے۔ قالوا آمنا جزاء اذا خلوا الیٰ شیاطینھم جملہ شرط قالوا انا معکم موکد یا مبدل منہ انما نحن مستھزؤن بدل یا تاکید دونوں ملکر جواب شرط۔ اللہ مبتداء، یستھزئ بھم خبر معطوف علیہ واو عاطفہ۔ یمدھم جملہ خبر معطوف فی طغیانھم اس کے متعلق یعمھون حال ہے۔ استہزاء پر بھی خداع کی طرح اعتراض ہوسکتا ہے کہ اس کی نسبت خدا کی طرف صحیح ہے مفسر علامؒ اس کا ازالہ یجازیھم کہہ کر کررہے ہیں یعنی جزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا کے طرز پر مشاکلت صوری کی وجہ سے اللہ کی سزاء کو استہزاء کے لفظ سے تعبیر کردیا گیا ہے۔ طغیان بالضم والکسر۔ حد سے تجاوز کرنا۔ شیطٰن اہل لغت کے اس میں دو قول ہیں شیطان بروزن فیعال بمعنی بَعُدَ یعنی نون اصلی ہے دوسری صورت یہ ہے کہ نون زائد ہو شاط بمعنی باطل، وجہ تسمیہ ظاہر ہے اہل سنت کے نزدیک یہ ابوالجن ہے۔ یمدھم میں اسناد حقیقی ہے۔ خلافاً لمعتزلہ عمہ اور عمیٰ میں ایسا ہی فرق ہے جیسی بصیرت و بصارت میں ایک ظاہری دوسرے باطنی، بیع واشتریٰ دونوں خرید وفروخت، اضداد میں استعمال ہوتے ہیں یہاں مجازاً مطلق استبدال کے معنی میں ہے۔ ہدایت سے مراد یہاں فطری ہدایت ہے کل مولود یولد علی الفطرۃ الخ اور فطرت اللہ التی فطر الناس علیھا کے لحاظ سے فما ربحت تجارتھم میں استعارۃ ترشیحیہ ہے کہ تجارت مشبہ بہ کے مناسبات استبدال مشبہ کیلئے ثابت کئے گئے ہیں۔ جلال محققؒ نے ای فما ربحوا کہہ کر اشارہ کیا ہے کہ اسناد مجازی ہو رہی ہے یعنی ربح کی اسناد تجارت کی بجائے تاجروں کی طرف ہونی چاہئے۔

مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِى اسْتَوْقَدَ نَارًا ۚ فَلَمَّآ اَضَآءَتْ مَا حَوْلَهٗ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ
وَتَرَكَهُمْ فِىْ ظُلُمٰتٍ لَّا يُبْصِرُوْنَ ﴿١٧﴾

ان کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے آگ جلائی، پس آس پاس کی چیزیں روشنی میں آئی ہی تھیں کہ اللہ ان کے نور کو لے گیا اور انہیں اندھیروں میں چھوڑ دیا، جو نہیں دیکھتے۔

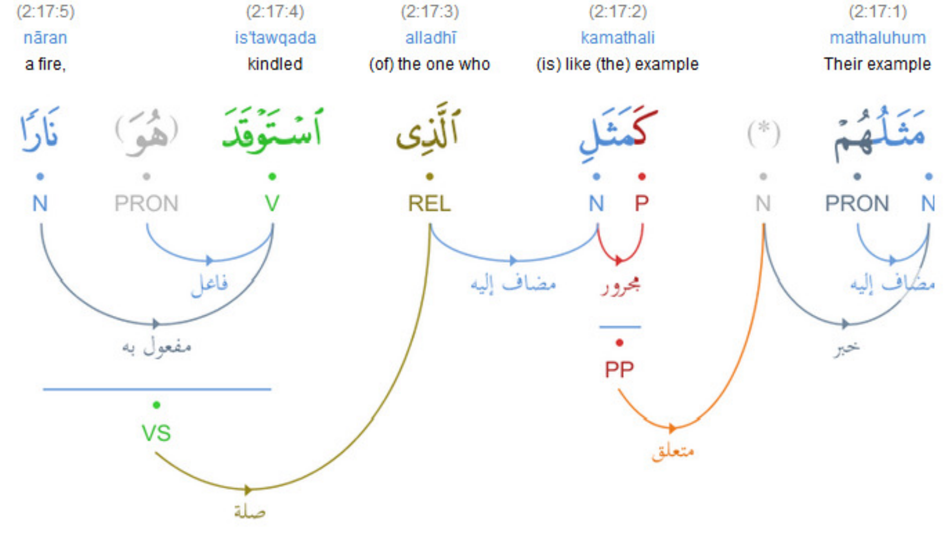

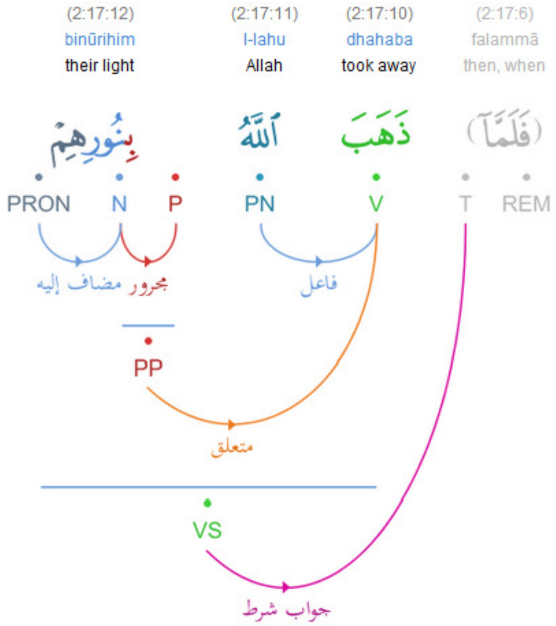

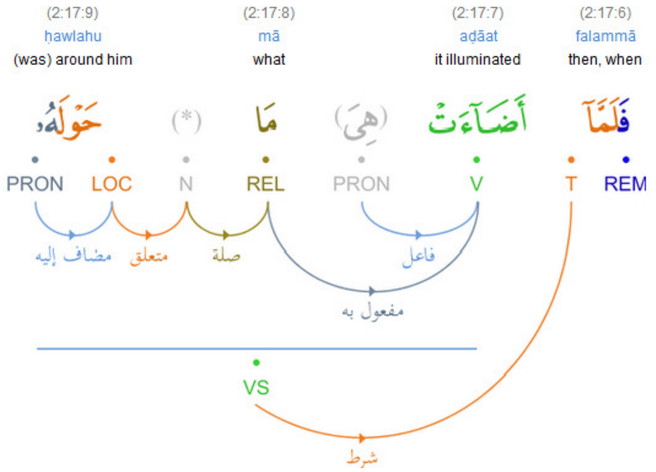

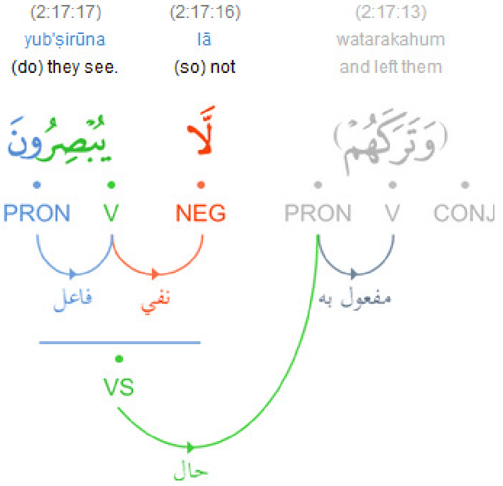

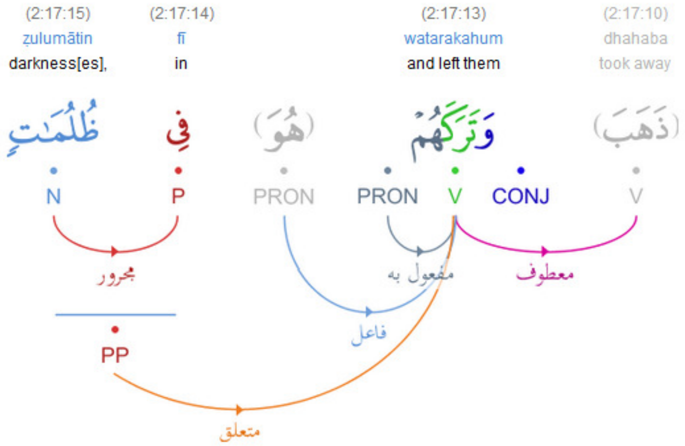

مَثَلُهُمْ م ث ل جمع امثال مشابہت مثال اسم مرفوع و«هم» ضمير متصل في محل جر بالاضافة كَمَثَلِ جار ومجرور الَّذِى اسْتَوْقَدَ و ق د استفعال آگ جلانا سلگانا فعل ماض نَارًا اسم منصوب، فَلَمَّآ الفاء استئنافية ظرف زمان اَضَآءَتْ ض و ء (افعال) روشن ہونا فعل ماض مَا حَوْلَهٗ ح و ل (ن) اسم ظرف کسی کی اردگرد کی جگہ۔ایک سال ظرف مكان منصوب والهاء ضمير متصل في محل جر بالاضافة ذَهَبَ (ف) اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ جار ومجرور و«هم» ضمير متصل في محل جر بالاضافة وَتَرَكَهُمْ ت ر ک (ن) الواو عاطفة فعل ماض و«هم» ضمير متصل في محل نصب مفعول به فِيْ ظُلُمٰتٍ ظ ل م (س) جمع ظلمات تاریکی۔اندھیرا اسم مجرور لَّا يُبْصِرُوْنَ (افعال) فعل مضارع والواو ضمير متصل في محل رفع فاعل

جملة «مثلهم كمثل» حالية من الواو في» كَانُوا «في الآية السابقة. «فلما» الفاء عاطفة، «لما» حرف وجوب لوجوب، وهي حرف شرط غير جازم. جملة «فلما أضاءت» معطوفة على جملة «استوقد» لا محل لها. جملة «لا يبصرون» حالية من الضمير في «تركهم».

الإعراب :
مثل مبتدأ مرفوع و*هم* ضمير متّصل في محلّ جرّ مضاف إليه *كمثل* جارّ ومجرور متعلّق بمحذوف خبر ، يجوز أن تكون الكاف اسما بمعنى مثل فهي في محل رفع خبر المبتدأ ومضافة إلى مثل بفتح الميم والثاء. *الذي* موصول في محلّ جرّ مضاف إليه *استوقد* فعل ماض والفاعل ضمير مستتر تقديره هو *نارا* مفعول به منصوب *الفاء* عاطفة *لمّا* ظرفية حينيّة تتضمن معنى الشرط متعلّقة بالجواب ذهب *أضاء* فعل ماض *التاء* للتأنيث والفاعل ضمير مستتر تقديره هي *ما* اسم موصول في محلّ نصب مفعول به ، يجوز أن يكون نكرة موصوفة ، والجملة المقدّرة المتعلق بها *حول* صفة. *حول* ظرف مكان منصوب متعلّق بمحذوف صلة ما ، و*الهاء* ضمير في محلّ جرّ مضاف إليه *ذهب* فعل ماض *اللّه* لفظ الجلالة فاعل مرفوع *بنور* جارّ ومجرور متعلّق بـ *ذهب* و*هم* ضمير متّصل في محلّ جرّ مضاف إليه.
و*الواو* عاطفة *ترك* فعل ماض
و *هم* مفعول به أوّل والفاعل هو أي اللّه *في ظلمات* جارّ ومجرور متعلّق بمحذوف مفعول به ثان لـ *ترك* أي ضائعين أو تائهين *لا* نافية *يبصرون* مضارع مرفوع و*الواو* فاعل.
جملة : « مثلهم كمثل الذي ... » لا محلّ لها استئنافيّة.
وجملة : « استوقد نارا » لا محلّ لها صلة الموصول *الذي*.
وجملة : « أضاءت ... » في محلّ جرّ مضاف إليه.
وجملة : « ذهب اللّه ... » لا محلّ لها جواب شرط غير جازم.
وجملة : « تركهم ... » لا محلّ لها معطوفة على جملة جواب الشرط.
وجملة : « لا يبصرون » في محلّ نصب حال من ضمير النصب في تركهم ، يجوز أن تكون الجملة هي المفعول الثاني لفعل ترك ، فيتعلق الجار حينئذ بفعل ترك.
الصرف :
مثلهم ، اسم بمعنى الصفة والحال : مشتقّ من المماثلة وزنه فعل بفتحتين.
الذي ، اسم موصول فيه *ال* زائدة لازمة : أصله *لذ* كعم وزنه فعل بفتح الفاء وكسر العين ، وفيه حذف إحدى اللامين لام التعريف أو فاء الكلمة مثل التي والذين.
نارا ، اسم والألف فيه منقلبة عن واو لأن تصغيره نويرة وجمعه أنور بضمّ الواو. أما الياء في نيران فهي منقلبة عن واو لانكسار ما قبلها.
أضاءت ، الألف فيه منقلبه عن واو لأن مصدره الضوء ، وأصله أضوأت بتسكين الواو وفتح الهمزة جاءت الواو ساكنة مفتوح ما قبلها قلبت ألفا ويجوز أن ترجع إلى الماضي المجرّد فيأخذ حكم *زاد* ، يجوز أن تكون الجملة هي المفعول الثاني لفعل ترك ، فيتعلق الجار حينئذ بفعل ترك.
نورهم ، اسم جامد يدرك بالباصرة وزنه فعل بضمّ فسكون.
ظلمات ، جمع ظلمة ، اسم جامد خلاف النور وزنه فعلة بضمّ فسكون.

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ نے اس کا مطلب یہ بیان کیا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے تو کچھ لوگ مسلمان ہو گئے لیکن پھر جلدی منافق ہو گئے۔ ان کی مثال اس شخص کی سی ہے جو اندھیرے میں تھا اس نے روشنی جلائی جس سے اس کا ماحول روشن ہو گیا اور مفید اور نقصان دہ چیزیں اس پر واضح ہو گئیں دفعتا وہ روشنی بجھ گئی اور حسب سابق تاریکیوں میں گھر گئے۔ یہ حال منافقین کا تھا پہلے وہ شرک کی تاریکی میں تھے مسلمان ہوئے تو روشنی میں آ گئے۔ حلال وحرام کو پہچان گئے پھر وہ دوبارہ کفر و نفاق کی طرف لوٹ گئے تو ساری روشنی جاتی رہی (فتح القدیر) (احسن البیان)

مطلب یہ ہے کہ جب ایک اللہ کے بندے نے روشنی پھیلائی اور حق کو باطل سے، صحیح کو غلط سے، راہِ راست کو گمراہیوں سے چھانٹ کر بالکل نمایاں کر دیا، تو جو لوگ دیدۂ بینا رکھتے تھے، ان پر تو ساری حقیقتیں روشن ہو گئیں، مگر یہ منافق، جو نفس پرستی میں اندھے ہو رہے تھے، ان کو اس روشنی میں کچھ نظر نہ آیا۔" اللہ نے نورِ بصارت سلب کر لیا" کے الفاظ سے کسی کو یہ غلط فہمی نہ ہو کہ ان کے تاریکی میں بھٹکنے کی ذمہ داری خود ان پر نہیں ہے۔ اللہ نورِ بصیرت اسی کا سلب کرتا ہے، جو خود حق کا طالب نہیں ہوتا، خود ہدایت کے بجائے گمراہی کو اپنے لیے پسند کرتا ہے، خود صداقت کا روشن چہرہ نہیں دیکھنا چاہتا۔ جب اُنہوں نے نورِ حق سے منہ پھیر کر ظلمتِ باطل ہی میں بھٹکنا چاہا تو اللہ نے انہیں اسی کی توفیق عطا فرما دی۔ (تفہیم)

صُمٌّۢ بُكۡمٌ عُمۡيٌ فَهُمۡ لَا يَرۡجِعُونَ ۙ﴿١٨﴾

بہرے، گونگے، اندھے ہیں۔ پس وہ نہیں جانتے

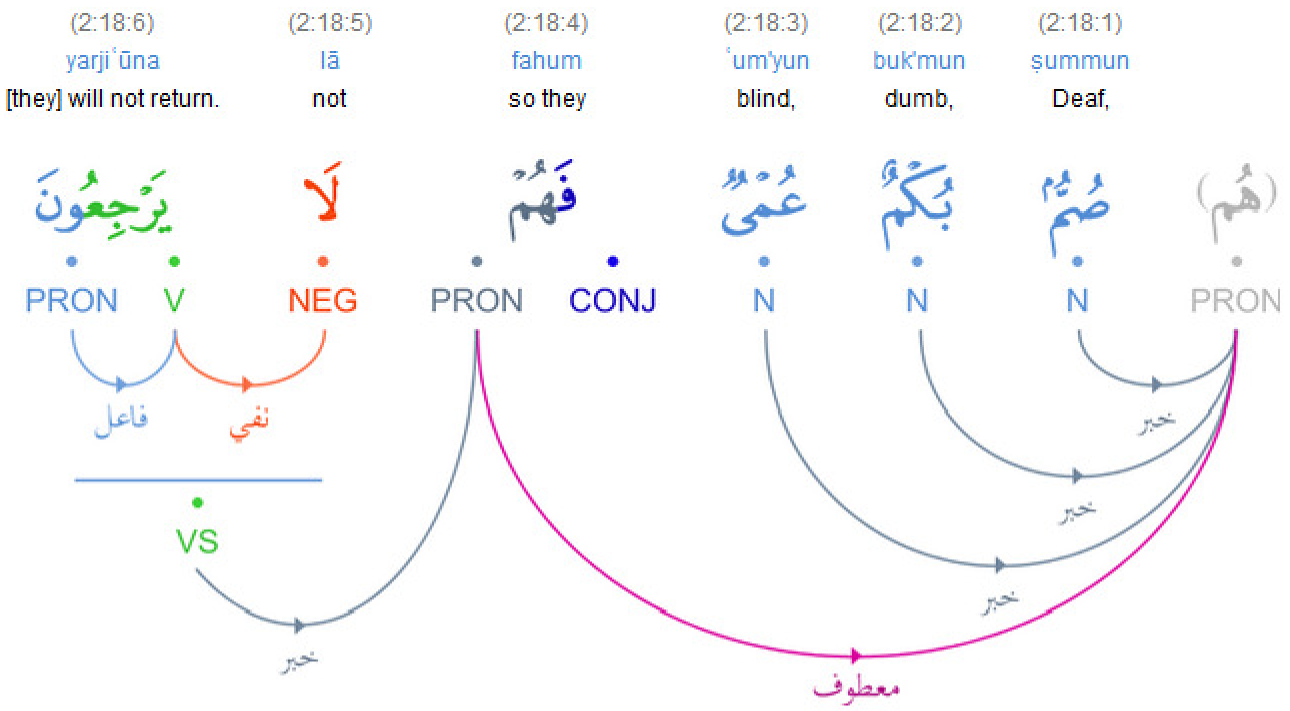

صُمٌّ ص م م (س) اونچا سننا یا بالکل نہ سننا الوان العیوب افعل پر اصم۔ صم جمع بہرا اسم مرفوع بُكۡمٌ ب ک م الوان العیوب ابکم۔ یہاں جمع۔ گونگا (س) گونگا ہونا اسم مرفوع عُمۡيٌ ع م ی الوان العیوب یہاں جمع اندھا۔ (س) آنکھ کا یا دل کا اندھا ہونا۔ اسم مرفوع فَهُمۡ الفاء عاطفة ضمیر منفصل لَا يَرۡجِعُوۡنَ ر ج ع (ض) پلٹنا۔ واپس ہونا۔ فعل مضارع والواو ضمیر متصل في محل رفع فاعل

«صم» خبر لمبتدأ محذوف تقديره: هم صم، وجملة «هم صم» حالية من واو«لا يبصرون». جملة «فهم لا يرجعون» معطوفة على جملة «هم صم» في محل نصب.

الإعراب :

***صمّ* خبر لمبتدأ محذوف تقديره هم *بكم* خبر ثان مرفوع *عمي* خبر ثالث مرفوع *الفاء* عاطفة *هم* ضمير منفصل في محلّ رفع مبتدأ *لا* نافية *يرجعون* مضارع مرفوع و*الواو* فاعل.**

جملة : « هم صمّ » لا محلّ لها استئنافيّة.

وجملة : « هم لا يرجعون » لا محلّ لها معطوفة على الاستئنافية وترتبط معها برابط السببيّة.

وجملة : « لا يرجعون » في محلّ رفع خبر المبتدأ *هم* الثاني.

الصرف :

***صمّ* جمع أصمّ صفة مشبّهة من صمّ يصمّ باب فتح وزنه أفعل ، وصمّ وزنه فعل بضمّ فسكون. وهكذا كلّ صفة على وزن أفعل جمعه القياسيّ على وزن فعل بضمّ الفاء.**

***بكم* ، جمع أبكم صفة مشبّهة من بكم يبكم باب فرح وزنه أفعل ، وبكم وزنه فعل بضمّ فسكون.**

***عمي* ، صفة مشبّهة من عمي يعمى باب فرح وزنه أفعل ، وعمي وزنه فعل بضمّ فسكون.**

(1) حق بات سننے کے لئے بہرے، حق گوئی کے لئے گونگے، حق بینی کے لئے اندھے۔ (2) یعنی باطل سے حق کی طرف اور کفر سے ایمان کی طرف نہ پلٹیں گے۔ (الکتاب)

مَثَلُهُمْ صِفَتُهُمْ فِیْ نِفَاقِهِمْ **كَمَثَلِ الَّذِی اسْتَوْقَدَ** اَوْقَدَ **نَارًا** فِیْ ظُلْمَةٍ **فَلَمَّآ اَضَآءَتْ** اَنَارَتْ **مَا حَوْلَهٗ** فَاَبْصَرَ وَاسْتَدْفَأَ وَاَمِنَ مِمَّا یَخَافُهٗ **ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ** اَطْفَأَهٗ وَجَمْعُ الضَّمِیْرِ مُرَاعَاةً لِمَعْنَی الَّذِیْ **وَتَرَكَهُمْ فِیْ ظُلُمٰتٍ لَّا یُبْصِرُوْنَ** ﴿۱۷﴾ مَا حَوْلَهُمْ مُتَحَیِّرِیْنَ عَنِ الطَّرِیْقِ خَائِفِیْنَ فَكَذٰلِكَ هٰؤُلَاءِ اٰمَنُوْا بِاِظْهَارِ كَلِمَةِ الْاِیْمَانِ فَاِذَا مَاتُوْا جَاءَهُمُ الْخَوْفُ وَالْعَذَابُ هُمْ **صُمٌّ** عَنِ الْحَقِّ فَلَا یَسْمَعُوْنَهٗ سِمَاعَ قَبُوْلٍ **بُكْمٌ** خُرْسٌ عَنِ الْخَیْرِ فَلَا یَقُوْلُوْنَهٗ **عُمْیٌ** عَنْ طَرِیْقِ الْهُدٰی فَلَا یَرَوْنَهٗ **فَهُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ** ﴿۱۸﴾ عَنِ الضَّلَالَةِ۔

ترجمہ: .... ان کی حالت (نفاق) اس شخص کی حالت جیسی ہے جس نے (اندھیرے میں) آگ روشن کی اور آگ نے جب اس کے اردگرد سب چیزوں کو روشن کر دیا (اور وہ دیکھنے لگا اور خوفناک چیزوں سے اس نے اپنے کو مامون کر لیا) تو اللہ نے ان کی روشنی سلب کر لی (**نورھم** میں ضمیر جمع لانا الذی کے معنوی رعایت کی وجہ سے ہوا) اور ان کو اندھیرے میں چھوڑ دیا کہ کچھ دیکھتے بھالتے نہیں (اپنے ماحول کو) راستہ کے بارے میں متحیر اور خائف رہتے ہیں بالکل یہی حال ان منافقین کا ہے کہ زبان سے تو کلمۂ ایمان ظاہر کر رہے ہیں مگر مرنے پر عذاب وخوف سامنے آئے گا، یہ لوگ حق سے) بہرے ہیں (کہ اس کو قبولیت کے کان سے نہیں سنتے) اور (ہر بھلی بات سے) گونگے ہیں (کہ اس کو کہہ نہیں سکتے) اور (راہِ ہدایت سے) اندھے ہیں (کہ اس کو دیکھتے نہیں ہیں) سو اب یہ (اس گمراہی سے) واپس نہیں ہو سکتے۔

ترکیب و تحقیق:............ مَثل ، مِثل ، مثیل ، شَبہ ، شِبہ ، شبیہ کی طرح تینوں طریقہ سے آتا ہے تشبیہ کے معنی میں پھر کہاوت اور کسی عجیب وغریب مشہور بات سے تشبہ دینے کے لئے استعمال ہونے لگا۔ علمائے بلاغت کے نزدیک مثل صرف کلام مرکب میں اور تشبیہ مفرد و مرکب دونوں کے لئے آتا ہے۔ اس سے ایک خیالی اور غیر محسوس چیز بھی محسوس ہو کر سامنے آجاتی ہے اس لئے تمام بلغاء کے کلام میں اور کتب سابقہ میں بھی قرآن کے اس طرز کی بکثرت امثال ملتی ہیں۔ مفسرؒ نے مثل کے بعد صفت لاکر اس کے ترجمہ کی طرف اشارہ کر دیا ہے اور ''استوقد'' کے بعد ''اوقد'' نکال کر بتلادیا کہ اس میں سین طلب کا نہیں ہے۔ نار سے نور مشتق ہے اضاءت کے بعد انارت کہہ کر مفسرؒ نے اشارہ کیا کہ اضاء فعل متعدی ہے ضمیر فاعل۔ ماحوله میں، ما موصولہ بمعنی مکان مفعول ہے۔ لفظ صم سے پہلے هم نکال کر اشارہ کیا کہ یہ مبتداء محذوف ہے عن الضلالة نکال کر اشارہ کیا کہ لایرجعون فعل لازم ہے اور بعض متعدی کہتے ہیں کہ مفعول محذوف ہے۔ ای لا یرجعون قولا ذهب کی اسناد یہاں بھی خدا کی طرف حقیقی ہے اس لئے معتزلہ پر رد ہوگیا مثلهم مبتداء مابعد خبر۔ اضاءت فعل متعدی ہے تو ضمیر فاعل اور ماحوله مفعول ورنہ ماحول فاعل ہے اور تانیث اضاء بلحاظ معنی ما ہے مراد اشیاء و امکنہ ، ما موصولہ بھی ہوسکتا ہے، اور موصوفہ یا زائدہ بھی یہ سب مل کر شرط ذهب الله سے دونوں جملے معطوف علیہ ہو کر جواب لما۔ صم مبتداء محذوف هم کی خبر ہے اور فهم لایرجعون جملہ مستانفہ ہے۔

ربط و تشریح:............ یہ تمثیل قسم اول کے ان منافقین کی ہے جو خوب دل کھول کر منافقانہ اور کافرانہ کاروائیاں کرتے تھے نہ ان کی زبان حق کے لئے طاقت گویائی رکھتی تھی اور نہ کان قوت شنوائی اور نہ آنکھیں یارائے بینائی۔ بالکلیہ ان کا فطری نور ہدایت اس ظلمت کسب سے تبدیل ہوگیا ہے اب ان کی واپسی کی کوئی امید نہیں۔

نحو: لمّا ظرف زمان ہے اور اس میں اس کا جواب اذا کی طرح عامل بن رہا ہے اور ماحولهٗ کا ما موصولہ ہے اور حَولَهٗ ظرف ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ یا نکرہ موصوفہ ہے۔ اور تقدیر عبارت یہ ہے۔ فلما اضاءت شیئًا ثابتا حوله: جب اس روشن ثابت ہونے والی چیز نے اپنے اردگرد۔

نُوْرُهُمْ میں هُم ضمیر کو جمع لائے اور حولهٗ میں ضمیر واحد لائی گئی۔ کیونکہ کبھی تو اس کو لفظ پر محمول کیا اور کبھی معنی پر (اور دونوں کا لحاظ کر کے ضمیریں لائی گئیں)

النور : آگ کی روشنی کو کہتے ہیں۔اور ہر روشن چیز کی روشنی کو کہتے ہیں۔
ذھب : کا معنی اذھب ہے یعنی اس کو زائل کر دیا۔اوراس کو زائل ہونے والا بنادیا۔ ذھب بہ۔کا معنی ساتھ لے جانا اور لے جانا۔اب مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی روشنی لے لی۔اوراس کو روک دیا اور جس چیز کو اللہ تعالیٰ روک دے۔اس کو کوئی چھوڑ اسکتا نہیں۔ فَلاَ مُرسل لہٗ سورۃ فاطر آیت نمبر۲ یہ اذہاب کے لفظ سے زیادہ بلیغ ہے۔اللہ تعالیٰ نے ذھب الله بضوء ھم نہیں فرمایا۔

وجہ ذکر:

فَلَمَّآ اَضَآءَتْ کا لحاظ کر کے۔اس لیے کہ نور کا تذکرہ زیادہ بلیغ ہے ضوء میں اضافہ پر دلالت موجود ہے اور مقصود یہاں روشنی کا ان سے مکمل طور پر دور کرنا ہے۔اگر ذھب اللہ بضوء ھم کہا جاتا۔تو زائد روشنی کے چلے جانے کا اور جس کو نور کہا جاتا ہے ان کے باقی رہنے کا وہم رہتا۔کیا تم سیاق کلام پر غور نہیں کرتے۔کہ اس کے بعد وَتَرَ کَھُمْ فِیْ ظُلُمٰتٍ لایا گیا۔
الظلمه : وہ عرض ہے جو نور کے منافی ہے۔اس کو جمع اور نکرہ لائے۔اوراس کے بعد وہ چیز لائے جو دلالت کرتی ہے کہ وہ اندھیرا ہے جس میں کوئی کڑی نظر نہیں آتی۔اور وہ ارشاد الٰہی لَّا یُبْصِرُوْنَ ہے (کہ وہ اس میں کچھ نہیں دیکھتے)۔

نحوی اشارے:

تر کھم: نحو : ترک بمعنی طرح اور خلّی (پھینکنا اور چھوڑنا) کے معنی میں ہوتا ہے۔جب ایک چیز سے معلق ہو۔اور گر دو چیزوں سے معلق کریں۔توصیر کے معنی کو متضمن ہوتا ہے اس وقت یہ افعال قلوب کی جگہ آجاتا ہے یہاں اسی معنی میں ہے۔
اصل اس طرح بنے گا۔ھُمْ فی ظلمات۔پھر تَرَكَ کو داخل کر کے دونوں جزوں کو منصوب کر دیا۔لا یبصرون کے مفعول کو ساقط کرنا اس قسم میں سے ہے جس کو متروک مطروح کہتے ہیں۔(جس کو پھینکنے کے لیے چھوڑا) یہ تَرَكَ مفعول مقدر منوی کی قسم سے نہیں۔گویا فعل اصل کے لحاظ سے غیر متعدی ہے (یعنی متروک مطروح) ان کی حالت کو آگ جلانے والے کی حالت سے مشابہت دی۔کیونکہ آگ روشن کرنے کے نتیجہ میں وہ اندھیرے اور حیرانی میں پڑ گئے ہاں منافق تو ہمیشہ کفر کے اندھیروں میں ٹامک ٹوئیاں مارتا پھرتا ہے۔

لوٹنے کا مطلب:

فَھُمْ لَایَرْجِعُوْنَ : (پس وہ نہ لوٹیں گے) **نمبر۱:** وہ ہدایت کی طرف نہیں لوٹیں گے۔اس کے بعد کہ انہوں نے ہدایت کو بیچ ڈالا۔
نمبر۲: وہ گمراہی سے باز نہیں آئے اس کے بعد کہ انہوں نے گمراہی کو خرید لیا۔کیونکہ کسی چیز کی طرف لوٹنا اور یہ دونوں الگ الگ چیزیں ہیں۔
نمبر۳: مراد یہ ہے کہ وہ حیران و پریشان اپنی جگہ پر جمے بیٹھے ہیں۔نہ وہ لوٹتے ہیں اور نہ وہ جانتے ہیں کہ انہوں نے آگے بڑھنا ہے یا پیچھے ہٹنا ہے۔

أَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِيهِ ظُلُمٰتٌ وَّرَعْدٌ وَّبَرْقٌ ۚ يَجْعَلُونَ أَصَابِعَهُمْ فِيٓ ءَاذَانِهِم مِّنَ
الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ ۚ وَاللّٰهُ مُحِيطٌۢ بِالْكٰفِرِينَ ﴿١٩﴾

یا آسمانی برسات کی طرح جس میں اندھیریاں اور گرج اور بجلی ہو، موت سے ڈر کر کڑاکے کی وجہ سے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ڈال لیتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کافروں کو گھیرنے والا ہے۔

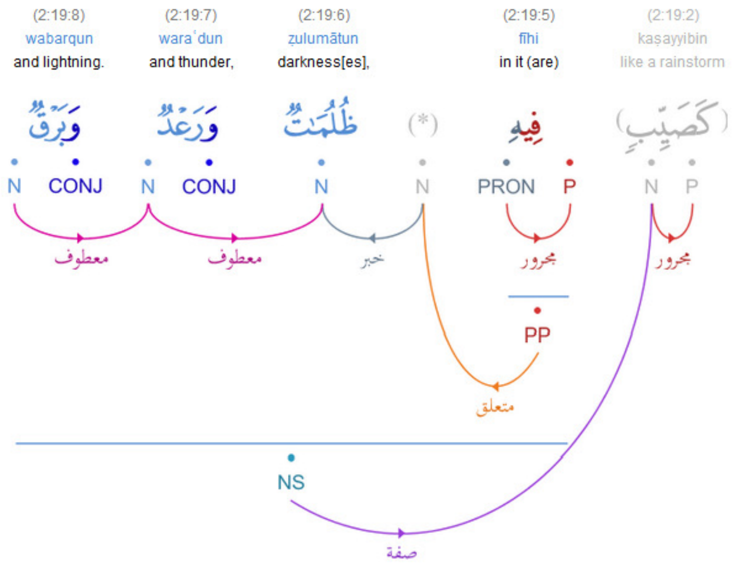

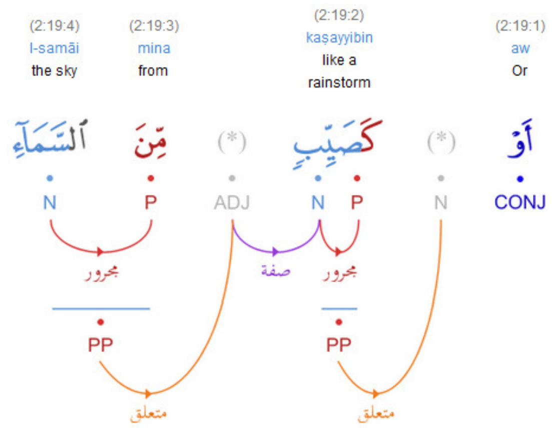

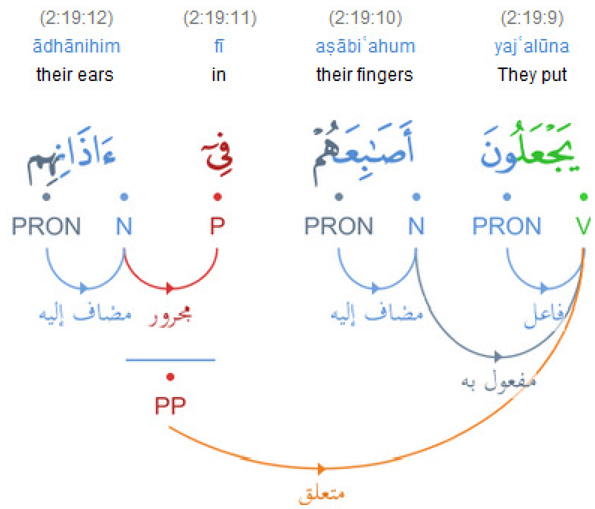

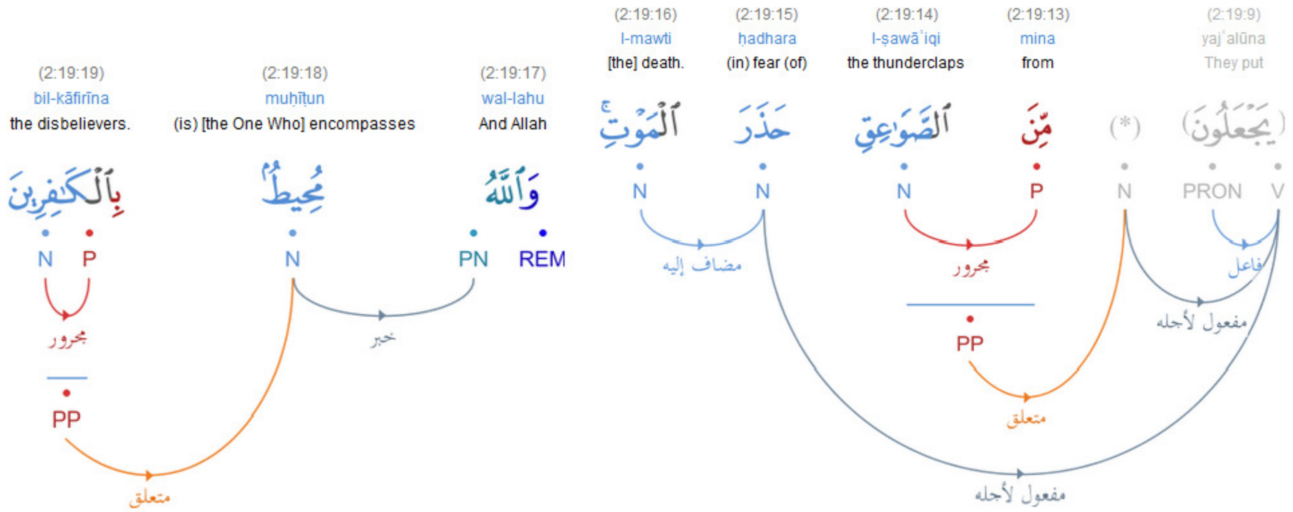

أَوْ حرف عطف كَصَيِّبٍ ص و ب (ض) ٹھیک جگہ اترنا۔ نشانہ پر لگنا۔فعیل کے وزن پر۔ بارش (اوپر سے متواتر اترنے والا پانی) جار ومجرور مِّنَ السَّمَآءِ (س م و)اسم مجرور فِيهِ ظُلُمٰتٌ وَّرَعْدٌ ر ع د گرج۔ چمک (ف۔ن) بادل کا گرجنا۔کڑکنا۔ الواو عاطفة اسم مرفوع وَّبَرْقٌ ب ر ق بجلی کی چمک (ن) بجلی کا ظاہر ہونا (س) چندھیا جانا الواو عاطفة اسم مرفوع يَجْعَلُوْنَ ج ع ل (ف) پیدا کرنا۔ بنانا۔ مقرر کرنا۔ فعل مضارع والواو ضمير متصل في محل رفع فاعل اَصَابِعَهُمْ ص ب ع (ف) واحد اِصبَع انگلی اسم منصوب و«هم» ضمير متصل في محل جر بالاضافة فِيٓ اٰذَانِهِمْ ء ذ ن (س) کان لگانا۔سننا یہاں اسم،کان اسم مجرور و«هم» ضمير متصل في محل جر بالاضافة مِّنَ الصَّوَاعِقِ ص ع ق (ف) بجلی گرنا۔ (س) ہولناک دھماکہ ہونا۔ یہاں اسم ذات صواعق جمع آسمان سے گرنے والی بجلی اسم مجرور حَذَرَ ح ذ ر (س) محتاط رہنا۔ یہاں اسم ذات ڈر۔خوف اسم منصوب الْمَوْتِ م و ت (ن) آگ کا بجھنا۔کسی چیز کا بے جان ہونا۔ یاں اسم ذات۔ بے جان ہونے کی کیفیت اسم مجرور وَاللّٰهُ الواو استئنافية مُحِيْطٌ ح و ط افعال حفاظت کرنا۔ دیکھ بھال کرنا یاہں اسم الفاعل گھیرنے والا بِالْكٰفِرِيْنَ

»كصيب» جار ومجرور متعلقان بخبر محذوف لمبتدأ محذوف أي: مثلهم كصيب. وجملة «مثلهم كصيب» معطوفة على جملة «مثلهم كمثل» في الآية(17). جملة «فيه ظلمات» نعت ثانٍ لصيِّب في محل جر. جملة «يجعلون» مستأنفة لا محل لها، وكذا جملة «والله محيط.«

الإعراب :

أو حرف عطف ، إما للشك وإمّا للتخيير وإمّا للاباحة وإمّا للإبهام. *كصيّب* جارّ ومجرور متعلّق بمحذوف خبر لمبتدأ محذوف تقديره مثلهم ، وفي الكلام حذف مضاف أي مثلهم كأصحاب صيّب ، ويجوز ان تكون الكاف اسما بمعنى مثل فهي في محلّ رفع إمّا معطوفة على الكاف في كمثل أو خبر لمبتدأ محذوف. *من السماء* جارّ ومجرور متعلّق بمحذوف نعت لـ *صيّب* *في* حرف جرّ و*الهاء* ضمير متّصل في محلّ جرّ بحرف الجرّ متعلّق بمحذوف خبر مقدّم. *ظلمات* مبتدأ مؤخّر مرفوع و*الواو* عاطفة في الموضعين المتتابعين *رعد ، برق* اسمان معطوفان على ظلمات مرفوعان مثله. *يجعلون* فعل مضارع مرفوع و*الواو* فاعل. *أصابع* مفعول به منصوب و*هم* ضمير متّصل في محلّ جرّ مضاف إليه *في آذان* جارّ ومجرور متعلّق بـ *يجعلون* بتضمينه معنى يضعون و*هم* مضاف إليه *من الصواعق* جارّ ومجرور متعلّق بـ *يجعلون* و*من* سببيّة ، والجارّ والمجرور هنا في موضع المفعول لأجله. . *حذر* مفعول لأجله منصوب أو مفعول مطلق محذوف أي يحذرون حذرا مثل حذر الموت ، والمصدر مضاف إلى المفعول. *الموت* مضاف إليه مجرور. *الواو* استئنافيّة أو اعتراضيّة *اللّه* لفظ الجلالة مبتدأ مرفوع *محيط* خبر مرفوع *بالكافرين* جارّ ومجرور متعلّق بـ *محيط*

و علامة الجرّ الياء و*النون* عوض من التنوين في الاسم المفرد.

جملة : « *مثلهم* كصيّب » لا محلّ لها معطوفة على الاستئنافيّة في الآية 17.

وجملة : « فيه ظلمات » في محلّ جرّ نعت ثان لـ *صيّب* ، ويجوز أن تكون في محل نصب حال لأن النكرة هنا وصفت ، ولكنّ العامل في الحال هو الابتداء. .

وجملة : « يجعلون ... » لا محلّ لها استئنافيّة بيانية.

وجملة : « اللّه محيط بالكافرين » لا محلّ لها استئنافية أو اعتراضيّة ، الاعتراض على رأي الزمخشري إذ جعل جملة يجعلون أصابعهم وجملة يكاد البرق شيئا واحدا لأنهما من قصّة واحدة

الصرف :

صيّب ، صفة مشتقّة على وزن فيعل من صاب المطر يصوب أي انصبّ ، وفي اللفظ إعلال بالقلب أصله صيوب بتسكين الياء وكسر الواو ، التقى الياء والواو في الكلمة وكان الأول منهما ساكنا قلب الواو إلى ياء وأدغم مع الياء الثاني فأصبح صيّب.

السماء اسم جامد قلب فيه الواو إلى همزة لأنه مشتقّ من السمو ، وكل واو أو ياء يأتي متطرّفا بعد ألف ساكنة يقلب همزة.

رعد اسم جامد بمعنى الراعد أو مصدر سماعي لفعل رعد يرعد باب نصر وباب فتح وزنه فعل بفتح فسكون.

برق اسم جامد بمعنى البارق أو مصدر سماعي لفعل برق يبرق باب نصر وزنه فعل بفتح فسكون.

أصابعهم جمع إصبع اسم للعضو المعروف ، ويصحّ في لفظه تسع لغات بفتح الهمزة وفتح الباء وضمّها وكسرها ، وضمّ الهمزة وفتح الباء وضمّها وكسرها ، وكسر الهمزة وفتح الباء وضمّها وكسرها.

آذان جمع أذن ، اسم للعضو المعروف وزنه فعل بضمّ الهمزة وسكون الذال وضمّها.

الصواعق ، جمع صاعقة اسم جامد من فعل صعق على وزن اسم الفاعل.

حذر ، مصدر سماعيّ لفعل حذر يحذر باب فرح وزنه فعل بفتحتين.

الموت ، مصدر سماعيّ لفعل مات يموت باب نصر وزنه فعل بفتح فسكون.

محيط ، اسم فاعل من أحاط الرباعيّ ، فهو على وزن مضارعه بإبدال حرف المضارعة ميما مضمومة وكسر ما قبل الآخر ، وفي اللفظ إعلال بالتسكين والقلب ، أصله محوط بكسر الواو ، ثقلت الكسرة على الواو فسكنت ونقلت حركتها إلى الحاء – إعلال بالتسكين – ثمّ قلبت الواو ياء لسكونها وانكسار ما قبلها فأصبح محيط – وهو إعلال بالقلب – وفيه حذف الهمزة من أوله لأن فعله على وزن أفعل.

الكافرين ، جمع الكافر ، اسم فاعل من كفر يكفر باب نصر على وزن فاعل.

يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ أَبْصَارَهُمْ ۖ كُلَّمَا أَضَاءَ لَهُمْ مَشَوْا فِيهِ وَإِذَا أَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوا ۚ
وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَأَبْصَارِهِمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٢٠﴾

قریب ہے کہ بجلی ان کی آنکھیں اچک لے جائے، جب ان کے لئے روشنی کرتی ہے تو اس میں چلتے پھرتے ہیں (۱) اور جب ان پر اندھیرا کرتی ہے تو کھڑے ہو جاتے ہیں اور اگر اللہ تعالٰی چاہے تو ان کے کان اور آنکھوں کو بیکار کر دے (۲) یقیناً اللہ تعالٰی ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

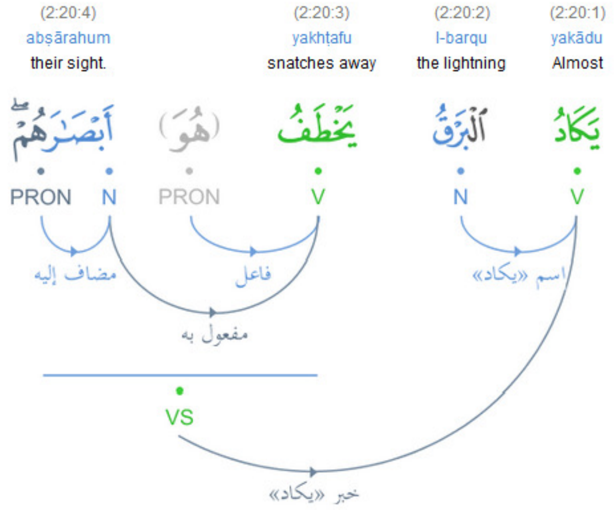
(2:20:1)
yakādu
Almost
يَكَادُ
V
(2:20:2)
l-barqu
the lightning
ٱلْبَرْقُ
N
(2:20:3)
yakhṭafu
snatches away
يَخْطَفُ
V
(هُوَ)
PRON
(2:20:4)
abṣārahum
their sight.
أَبْصَٰرَهُمْ
N
PRON
اسم «يكاد»
فاعل
مضاف إليه
مفعول به
VS
خبر «يكاد»

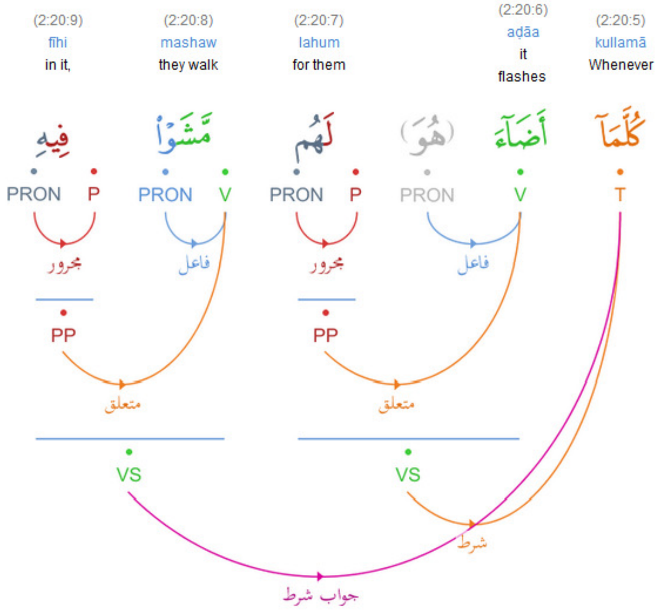
(2:20:5)
kullamā
Whenever
كُلَّمَآ
T
(2:20:6)
aḍāa
it
flashes
أَضَآءَ
V
(هُوَ)
PRON
(2:20:7)
lahum
for them
لَهُم
P
PRON
(2:20:8)
mashaw
they walk
مَّشَوْا۟
V
PRON
(2:20:9)
fīhi
in it,
فِيهِ
P
PRON
فاعل
مجرور
PP
متعلق
VS
شرط
جواب شرط

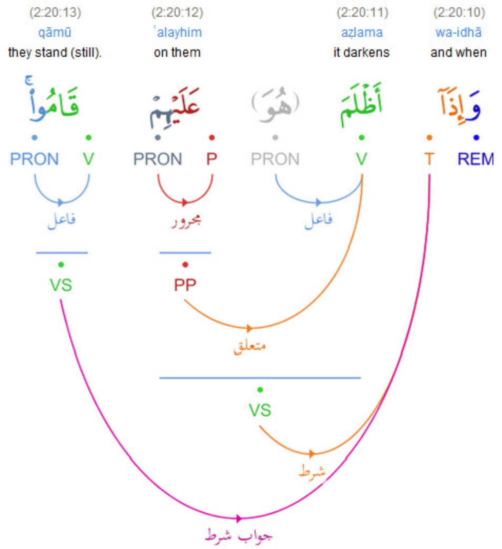
(2:20:10)
wa-idhā
and when
وَإِذَآ
REM
T
(2:20:11)
aẓlama
it darkens
أَظْلَمَ
V
(هُوَ)
PRON
(2:20:12)
ʿalayhim
on them
عَلَيْهِمْ
P
PRON
(2:20:13)
qāmū
they stand (still).
قَامُوا۟
V
PRON
فاعل
مجرور
PP
متعلق
VS
شرط
جواب شرط

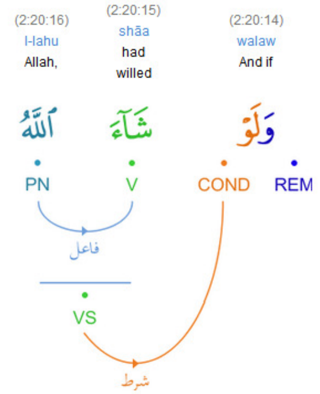
(2:20:14)
walaw
And if
وَلَوْ
REM
COND
(2:20:15)
shāa
had
willed
شَآءَ
V
(2:20:16)
l-lahu
Allah,
ٱللَّهُ
PN
فاعل
VS
شرط

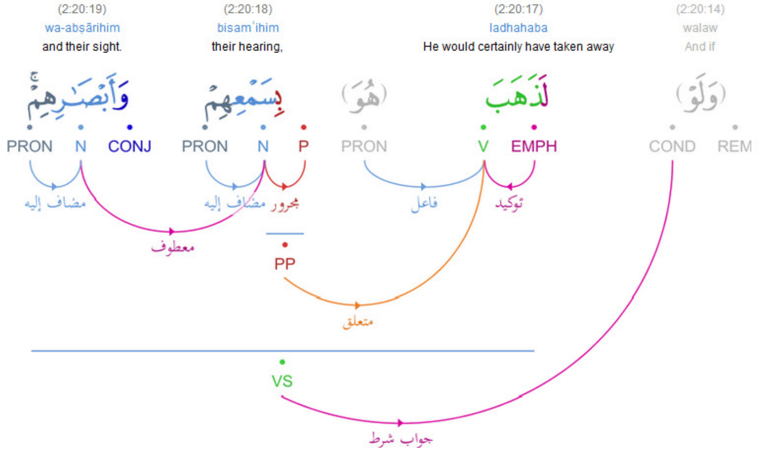
(2:20:14)
walaw
And if
(وَلَوْ)
REM
COND
(2:20:17)
ladhahaba
He would certainly have taken away
لَذَهَبَ
EMPH
V
(هُوَ)
PRON
(2:20:18)
bisamʿihim
their hearing,
بِسَمْعِهِمْ
P
N
PRON
(2:20:19)
wa-abṣārihim
and their sight.
وَأَبْصَٰرِهِمْ
CONJ
N
PRON
توكيد
فاعل
مجرور
مضاف إليه
معطوف
PP
متعلق
VS
جواب شرط

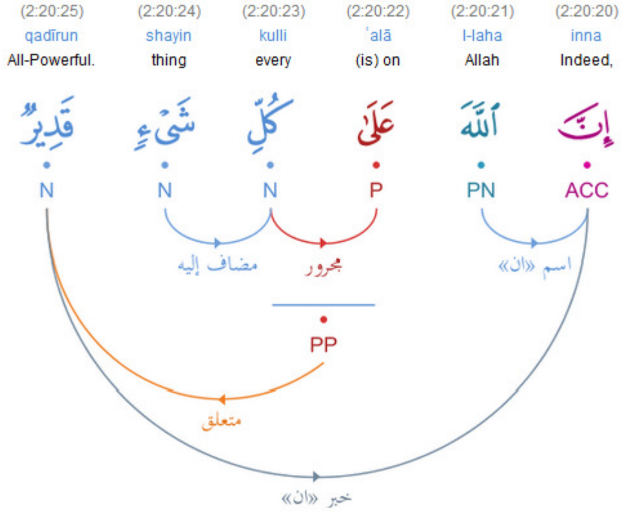
(2:20:20)
inna
Indeed,
إِنَّ
ACC
(2:20:21)
l-laha
Allah
ٱللَّهَ
PN
(2:20:22)
ʿalā
(is) on
عَلَىٰ
P
(2:20:23)
kulli
every
كُلِّ
N
(2:20:24)
shayin
thing
شَىْءٍ
N
(2:20:25)
qadīrun
All-Powerful.
قَدِيرٌ
N
اسم «ان»
مجرور
مضاف إليه
PP
متعلق
خبر «ان»

يَكَادُ ک و د (س) کام کرنے کے قریب ہونا۔ یہاں افعال مقاربہ۔ کسی فعل کے قریب الواقع ہونے کو بیان کرتا ہے۔ ممکن ہے۔ كاد يفعلوا قریب تھا کہ وہ یہ کام کرتا يكاد يفعلوا قریب ہے کہ وہ یہ کام کرے ۔فعل مضارع الْبَرْقُ يَخْطَفُ خ ط ف (س) اچک لینا فعل مضارع أَبْصَارَهُمْ اسم منصوب و«هم» ضمير متصل في محل جر بالاضافة ۖ كُلَّمَآ ظرف زمان أَضَآءَ فعل ماض لَهُم مَّشَوْا م ش ی (ض) قصد اور ارادہ سے چلنا فعل ماض والواو ضمير متصل في محل رفع فاعل فِيهِ ۙ وَإِذَآ أَظْلَمَ فعل ماض عَلَيْهِمْ قَامُوا۟ فعل ماض والواو ضمير متصل في محل رفع فاعل ۚ وَلَوْ الواو استئنافية حرف شرط شَآءَ ش ی ء (ف) چاہنا۔ خواہش کرنا ۔فعل ماض اللَّهُ لَذَهَبَ اللام لام التوكيد فعل ماض بِسَمْعِهِمْ جار ومجرور و«هم» ضمير متصل في محل جر بالاضافة وَأَبْصَارِهِمْ الواو عاطفة اسم مجرور و«هم» ضمير متصل في محل جر بالاضافة ۚ إِنَّ حرف نصب اللَّهَ لفظ الجلالة منصوب عَلَىٰ حرف جر كُلِّ اسم مجرور شَىْءٍ اسم مجرور قَدِيرٌ ق د ر (ن۔ض۔س) اسم مرفوعی یہاں فعیل کے وزن پر اسم الفاعل۔ ہر وقت قدرت رکھنے والا

مَّشَوْا، أَظْلَمَ، قَامُوا۟ ماضی کے صیغے ہیں، مگر كلما (جب کبھی) اور اذا (جب جب) کی وجہ سے ان کا ترجمہ حال ہوگا۔

»كلما» «كلَّ» ظرف زمان منصوب متعلق بـ«مشَوا»، و«ما» مصدرية زمانية. والمصدر المؤول من «ما» وما بعدها في محل جر مضاف إليه، والتقدير: مَشَوا فيه كل وقت إضاءة، وجملة «أضاء» صلة الموصول الحرفي لا محل لها، وجملة «مَشَوا» مستأنفة. جملة «وإذا أظلم» معطوفة على جملة «مشوا» لا محل لها. جملة «ولو شاء الله» مستأنفة لا محل لها.

الإعراب :

يكاد فعل مضارع ناقص مرفوع *البرق* اسم يكاد مرفوع *يخطف* فعل مضارع مرفوع والفاعل ضمير مستتر تقديره هو أي البرق *أبصار* مفعول به منصوب و*هم* ضمير متّصل في محل جرّ مضاف اليه. *كلّما* ظرفية زمانية متضمنة معنى الشرط ، يجوز إعراب *كلّ* ظرف زمان متعلق بـ *مشوا* ، و*ما* حرف مصدريّ ، والمصدر المؤوّل في محلّ جرّ بإضافة كلّ إليه ، والتقدير : كلّ وقت اضاءة ...

وهكذا يقدّر المصدر المؤوّل في مثل هذا اللفظ. متعلّقة بـ *مشوا*. *أضاء* فعل ماض والفاعل ضمير مستتر تقديره هو *اللام* حرف جر و*هم* ضمير متّصل في محلّ جر باللام متعلّق بـ *أضاء* ، *مشوا* فعل ماض مبنيّ على الضمّ المقدّر على الألف المحذوفة لالتقاء الساكنين و*الواو* فاعل. *في* حرف جرّ و*الهاء* ضمير متّصل في محل جر بحرف الجر متعلّق بـ *مشوا*. *الواو* عاطفة *إذا* ظرف للمستقبل متضمّن معنى الشرط متعلّق بالجواب قاموا. *أظلم* فعل ماض والفاعل ضمير مستتر تقديره هو أي البرق. *على* حرف جر و*هم* ضمير في محلّ جرّ بحرف الجرّ متعلّق بـ *أظلم*. *قاموا* فعل ماض مبنيّ على الضمّ و*الواو* فاعل. *الواو* عاطفة *لو* حرف امتناع لامتناع شرط غير جازم *شاء* فعل ماض *الله* لفظ الجلالة فاعل مرفوع *اللام* واقعة في جواب لو *ذهب* فعل ماض والفاعل ضمير مستتر تقديره هو *بسمع* جارّ ومجرور متعلّق بـ *ذهب* و*هم* ضمير متّصل في محلّ جرّ مضاف إليه *الواو* عاطفة *أبصارهم* مضاف ومضاف إليه معطوف على سمعهم مجرور مثله. *إنّ* حرف مشبه بالفعل للتوكيد *الله* لفظ الجلالة اسم انّ منصوب *على كلّ* جارّ ومجرور متعلّق بـ *قدير* *شي ء* مضاف إليه مجرور *قدير* خبر إن مرفوع.

جملة : « يكاد البرق ... » لا محلّ لها استئنافيّة.

وجملة : « يخطف ... » في محلّ نصب خبر يكاد.

وجملة : « أضاء ... » في محلّ جرّ مضاف إليه.

وجملة : « مشوا ... » لا محلّ لها جواب شرط غير جازم.

وجملة : « أظلم ... » في محلّ جرّ بإضافة إذا إليها.

وجملة : « قاموا » لا محلّ لها جواب شرط غير جازم.

وجملة : « شاء اللّه » لا محلّ لها معطوفة على الاستئنافيّة.

وجملة : « ذهب ... » لا محلّ لها جواب شرط غير جازم.

وجملة : « إنّ اللّه .. » قدير لا محلّ لها استئنافيّة تعليليّة.

الصرف :

يكاد ، الألف منقلبة عن واو ففيه إعلال بالقلب ، والأصل يكود بفتح الواو ، نقلت حركة الواو إلى الكاف قبلها - إعلال

الجدول في إعراب القرآن ، ج 1 ، ص : 70

بالتسكين - ثمّ قلبت الواو ألفا لسكونها وفتح ما قبلها.

مشوا ، فيه إعلال بالحذف ، أصله مشاوا ، جاءت الألف والواو ساكنتين فحذفت الألف لالتقاء الساكنين وفتح ما قبل الواو دلالة على الألف المحذوفة.

قاموا ، الألف فيه أصلها واو لأن مضارعه يقوم ، وجرى فيه القلب مجرى قالوا *انظر الآية 14*.

شاء ، فيه الألف منقلبة عن ياء لأن مصدره شي ء ، وجرى فيه الإعلال مجرى زاد *انظر الآية 10* ، فأصله شيأ بفتح الياء.

شي ء ، مصدر سماعي لفعل شاء يشاء باب فتح ، وزنه فعل بفتح فسكون.

قدير ، صفة مشبّهة لفعل قدر يقدر باب نصر وباب ضرب وقدر يقدر باب فرح وزنه فعيل.

(1) پہلی مثال اُن منافقین کی تھی جو دل میں قطعی منکر تھے اور کسی غرض و مصلحت سے مسلمان بن گئے تھے۔ اور یہ دُوسری مثال اُن کی ہے جو شک اور تذبذب اور ضعفِ ایمان میں مبتلا تھے، کچھ حق کے قائل بھی تھے، مگر ایسی حق پرستی کے قائل نہ تھے کہ اس کی خاطر تکلیفوں اور مصیبتوں کو بھی برداشت کر جائیں۔ اس مثال میں بارش سے مراد اسلام ہے جو انسانیت کے لیے رحمت بن کر آیا۔ اندھیری گھٹا اور کڑک اور چمک سے مراد مشکلات و مصائب کا وہ ہُجوم اور وہ سخت مجاہدہ ہے جو تحریک اسلامی کے مقابلہ میں اہلِ جاہلیّت کی شدید مزاحمت کے سبب سے پیش آ رہا تھا۔ مثال کے آخری حِصّہ میں ان منافقین کی اس کیفیت کا نقشہ کھینچا گیا ہے کہ جب معاملہ ذرا سہل ہوتا ہے تو یہ چل پڑتے ہیں، اور جب مشکلات کے دَلُ بادَل چھانے لگتے ہیں، یا ایسے احکام دیے جاتے ہیں جن سے ان کے خواہشاتِ نفس اور ان کے تعصّباتِ جاہلیت پر ضرب پڑتی ہے، تو ٹھِٹک کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ (2) یعنی جس طرح پہلی قسم کے منافقین کا نورِ بصیرت اس نے بالکل سَلب کر لیا، اسی طرح اللہ ان کو بھی حق کے لیے اندھا بہرا بنا سکتا تھا۔ مگر اللہ کا یہ قاعدہ نہیں ہے کہ جو کسی حد تک دیکھنا اور سُننا چاہتا ہو، اسے اُتا بھی نہ دیکھنے سُننے دے۔ جس قدر حق دیکھنے اور حق سُننے کے لیے یہ تیار تھے، اسی قدر سماعت و بصارت اللہ نے ان کے پاس رہنے دی۔

اَوْ مَثَلُهُمْ **كَصَيِّبٍ** اَیْ كَاَصْحَابِ مَطَرٍ وَاَصْلُهٗ صَيْوِبٌ مِنْ صَابَ يَصُوْبُ اَیْ يَنْزِلُ **مِّنَ السَّمَآءِ** اَیِ السَّحَابِ **فِيْهِ** السَّحَابِ **ظُلُمٰتٌ** مُتَكَاثِفَةٌ **وَّرَعْدٌ** هُوَ الْمَلَكُ الْمُوَكَّلُ بِهٖ وَقِيْلَ صَوْتُهٗ **وَّبَرْقٌ** ج لَمَعَانُ سَوْطِهِ الَّذِیْ يَزْجُرُهٗ بِهٖ **يَجْعَلُوْنَ** اَیْ اَصْحَابُ الصَّيِّبِ **اَصَابِعَهُمْ** اَیْ اَنَامِلَهَا **فِیْٓ اٰذَانِهِمْ مِّنَ** اَجْلِ **الصَّوَاعِقِ** شِدَّةِ صَوْتِ الرَّعْدِ لِئَلَّا يَسْمَعُوْهَا **حَذَرَ** خَوْفَ **الْمَوْتِ** ط مِنْ سِمَاعِهَا كَذٰلِكَ هٰؤُلَاءِ اِذَا نَزَلَ الْقُرْاٰنُ وَفِيْهِ ذِكْرُ الْكُفْرِ الْمُشَبَّهِ بِالظُّلُمَاتِ وَالْوَعِيْدِ عَلَيْهِ الْمُشَبَّهِ بِالرَّعْدِ وَالْحُجَجِ الْبَيِّنَةِ الْمُشَبَّهَةِ بِالْبَرْقِ يَسُدُّوْنَ اٰذَانَهُمْ لِئَلَّا يَسْمَعُوْهُ فَيَمِيْلُوْا اِلَى الْاِيْمَانِ وَتَرْكِ دِيْنِهِمْ وَهُوَ عِنْدَهُمْ مَوْتٌ **وَاللّٰهُ مُحِيْطٌ** م **بِالْكٰفِرِيْنَ** ﴿۱۹﴾ عِلْمًا وَقُدْرَةً فَلَا يَفُوْتُوْنَهٗ **يَكَادُ** يَقْرُبُ **الْبَرْقُ يَخْطَفُ اَبْصَارَهُمْ** ط يَاْخُذُهَا بِسُرْعَةٍ **كُلَّمَآ اَضَآءَ لَهُمْ مَّشَوْا فِيْهِ** لا اَیْ فِیْ ضَوْئِهٖ **وَاِذَآ اَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوْا** ط وَقَفُوْا تَمْثِيْلٌ لِاِزْعَاجِ مَافِی الْقُرْاٰنِ مِنَ الْحُجَجِ قُلُوْبَهُمْ وَتَصْدِيْقِهِمْ بِمَا سَمِعُوْا فِيْهِ مِمَّا يُحِبُّوْنَ وَوُقُوْفِهِمْ عَمَّا يَكْرَهُوْنَ **وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ** بِمَعْنٰى اَسْمَاعِهِمْ **وَاَبْصَارِهِمْ** ط الظَّاهِرَةِ كَمَا ذَهَبَ بِالْبَاطِنَةِ **اِنَّ اللّٰهَ** كَانَ **عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ** شَاءَهٗ **قَدِيْرٌ** ع ﴿۲۰﴾ وَمِنْهُ اِذْهَابُ مَا ذُكِرَ۔

ترجمہ: ....یا ان منافقین کی (مثال) ان لوگوں جیسی ہے جن پر آسمان (یعنی بادل سے) بارش ہو رہی ہو (صیب دراصل **صیوب تھا صاب یصوب** بمعنی نازل ہونے سے بنایا گیا ہے) اور اس (بادل) میں ظلمتیں ہوں (تربرتہ) اور **رعد** (فرشتہ ہے جو بادل پر مقرر ہوتا ہے اور بعض کی رائے میں فرشتہ کی آواز کو رعد کہتے ہیں) اور **برق** جو (اس فرشتہ کا کوڑا ہوتا ہے جس سے وہ بادلوں کو ہنکاتا ہے) یہ اہل بارش اپنی انگلیوں (یعنی ان کی سروں اور پوروں) کو اپنے کانوں میں ٹھونس لیتے ہوں۔ کڑک (کی وجہ سے) جو (رعد کی شدتِ آواز سے ہوتی ہے تاکہ وہ اس کو سن نہ پائیں) موت کے اندیشہ سے (جو اس کو سن کر پیدا ہوتا ہے۔ یہی حال ان منافقین کا ہے کہ قرآن جب نازل ہوتا ہے اور اس میں کفر جس کو ظلمات سے تشبیہ دی گئی ہے اور وعید کفر جس کو رعد سے تشبیہ دی گئی ہے اور دلائلِ واضحہ جن کو برق سے تشبیہ دی گئی ہے یہ چیزیں ہوتی ہیں تو یہ اپنے کان اس لئے بند کر لیتے ہیں کہ اس کو سن نہ سکیں اور کہیں ایمان کی طرف اور ترکِ مذہب کی طرف مائل نہ ہو جائیں جو ان کے نزدیک موت ہے) اور اللہ تعالیٰ نے (اپنے علم و قدرت کے لحاظ سے) کافروں کو گھیرے میں لے رکھا ہے (وہ ان کو چھوڑے گا نہیں) قریب ہے کہ (بجلی) ان کی بینائیوں کو اُچک لے جہاں ان کے لئے بجلی چمکی (اس کی روشنی میں) وہ چلنے لگے اور جب ان پر تاریکی ہوئی پھر کھڑے کے کھڑے رہ گئے (یہ تمثیل اس لئے ہے کہ دلائل قرآنیہ سے ان کے دل کانپ جاتے ہیں یا اپنے مناسب خواہش چیزوں کو سن کر تصدیق کرتے ہیں اور ناموافق چیزوں کو سن کر توقف کرتے ہیں اس کی تصویر کھنچ جائے) اگر اللہ چاہتے تو ان کے (ظاہری) کان اور آنکھیں بھی سلب کر لیتے (جیسا کہ باطنی سلب کر لئے ہیں) بلاشبہ حق تعالیٰ ان چیزوں پر (جو ان کی مشیت کے ماتحت ہوں) قادر ہیں (منجملہ ان کے ان چیزوں کا سلب بھی ہے)۔

ترکیب و تحقیق: .... او میں پانچ اقوال ہیں لیکن بہتر یہ ہے کہ او شک کے لئے نہیں بلکہ مطلقاً تسویہ بین الشیئین کے لئے

ہے جیسے جالس الحسنؒ اوابن سیرینؒ، صیب بروزن فیعل صوب بمعنی نزول سے مشتق ہے۔ بارش بادل کو کہتے ہیں۔ مفسر علامؒ نے کاصحاب مطر نکال کراس طرف اشارہ کیا کہ مضاف محذوف ہےاور صیب کے معنی بادل کے نہیں ہیں بارش کے ہیں۔ اصل میں صیوب تھاواؤ یاایک کلمہ میں جمع ہیں اور واؤ مکسور ہے اس لئے یا سے تبدیل کر کے ادغام کیا گیا۔ السماء کے معنی ہیں، افق، بادل، آسمان ہر وہ چیز جو اوپر ہو۔ یہاں مؤخر الذکر تینوں معانی حکمۃ ہیں۔ مفسر علامؒ نے بادل کے معنی لئے ہیں۔ رعد بادل کی گرج جو ہوا چلنے اور باہمی رگڑ سے پیدا ہوتی ہو۔ برق بادل کی رگڑ سے جو چمک پیدا ہو (بجلی) فیہ ضمیر کا مرجع مفسر نے خلاف ظاہر سحاب کو بتایا ہے لیکن دوسرے مفسرینؒ نے صیب کو بتایا ہے اور فی بمعنی مع ہے اور لفظ السماء مذکر بھی استعمال ہوتا ہے جیسے السماء مفطر به اور مؤنث بھی جیسے اذا السماء انفطرت۔ رعد کے بعد مفسر علامؒ نے الملک الموکل ظاہر کیا ہے چنانچہ امام ترمذیؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے مرفوعاً روایت بھی نقل فرمائی ہے اسی طرح برق کی جو تفسیر کی ہے وہ ابن جریرؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے نقل کی ہے۔ اصابعهم کی تفسیر انامل کے ساتھ اس لئے کی ہے تاکہ بطور مجاز نقلی مبالغہ کے لئے کل کا جزو پر اطلاق سمجھ میں آجائے۔ کذلک هؤلآء سے مفسر علامؒ مشبہ کا حال بیان کررہے ہیں۔ تاکہ تشبیہ مفرد بالمفرد معلوم ہوجائے اور قاضی بیضاویؒ نے اس تشبیہ کو تشبیہ مفرد و مرکب دونوں پر محمول کرنے کی اجازت دی ہے۔ محیط یہ دراصل محوط تھا حاط یحوط سے۔ کسرہ واؤ نقل کر کے حا کو دیدیا۔ اور واؤ کو یا سے تبدیل کردیا محیط ہوگیا۔ فلا یفوتونه نکال کر یہ ظاہر کرنا ہے کہ اس آیت میں استعارہ تمثیلیہ ہورہا ہے شاء کا مفعول محذوف ہے جس پر جواب لو دلالت کررہا ہے ای لوشاء الله ان یذهب بسمعهم وابصارهم لذهب شئ کے بعد شاء ہ سے اس طرف اشارہ ہے کہ لفظ شئ جو اسم ہے وہ اسم مفعول کے معنی میں ہے۔ نیز اس سے تمام اشیاء اس طرح مراد نہیں کہ ذات حق بھی اس میں داخل ہوجائے بلکہ ذاتِ خداوندی کو مستثنیٰ کر کے دوسری تمام اشیاء مراد ہوں گی۔ یعنی اللہ اپنی ذات کے علاوہ تمام چیزوں پر قدرت رکھتے ہیں۔ تغیر فی الذات والصفات چونکہ عیب کو مستلزم ہے، اس لئے وہ قدرت سے خارج رہے گا۔ مثلهم مبتداء محذوف۔ کصیب اس کی خبر ہے تقدیر کلام اس طرح ہوگی او مثلهم کمثل اصحاب صیب کاف موضع رفع میں ہے من السماء کائن مقدر سے متعلق ہوکر صیب کی صفت ہے ظلمات ورعد و برق مبتداء مؤخر فیه خبر مقدم جملہ مل کر صیب کی صفت ہے۔ یجعلون فعل بافاعل اصابعهم مفعول فی آذانهم من الصواعق یجعلون کے متعلق اور حذر الموت اس کا مفعول لہ ہے یہ جملہ مستانفہ ہوا اور ضمیر فیه سے حال بھی ہوسکتا ہے۔ والله محیط بالکفرین جملہ معترضہ ہے۔

دوسری تمثیل:

اَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِيْهِ ظُلُمٰتٌ وَّرَعْدٌ وَّبَرْقٌ : (یا جیسے بادل آسمان میں اس میں اندھیرے اور گرج اور بجلی ہے) ان کے متعلق بات کو اور زیادہ واضح کرنے کے لیے ایک دوسری تمثیل ذکر کی پہلی تمثیل میں منافقین کو آگ جلانے والے سے اور اظہار ایمان کو آگ روشن کرنے سے اور اس سے فائدہ کے منقطع ہونے کو آگ کے بجھنے سے تشبیہ دی۔ اور اس تمثیل دین کو بادل سے تشبیہ دی۔ کیونکہ دل دین سے اسی طرح زندہ ہوتے ہیں جیسے بارش سے زمین۔ اور کفار کو دین کے سلسلہ میں شبہات کو ظلمات سے تشبیہ دی۔ اور قرآن میں جو وعدے اور وعیدیں ہیں۔ ان کو رعد و برق سے تشبیہ دی اور منافقین کو گھبراہٹیں اور مصائب اہل اسلام کی طرف سے پہنچتے ہیں ان کو صواعق (گرج) سے تشبیہ دی پس معنی اس طرح ہوگا۔ یا ان کی مثال بادل والے جیسی ہے۔ مثل کا لفظ حذف کردیا۔ کیونکہ عطف کی دلالت اس کے لیے موجود ہے اور ذوی کا لفظ حذف کیا کیونکہ یجعلون اس پر دلالت کرتا ہے۔

آو لانے کی حکمت:

اہل عرب کی عادت تھی کہ آسان سے مشکل کی طرف درجہ بدرجہ چلتے۔ دونوں تمثیلوں کو "او" سے عطف کیا یہ اصل کے لحاظ سے دو یا زیادہ چیزیں جن میں شک ہو۔ برابری ثابت کرنے کے لیے آتا ہے پھر یہ صرف برابری کے لیے استعارۃ استعمال کیا جانے لگا۔ جیسا کہتے ہیں۔ جالس الحسن او ابن سیرین۔ مراد یہ ہے کہ ان دونوں کے پاس بیٹھنا برابر ہے اور ارشاد الٰہی آیت ۲۴ سورۃ الانسان (وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا۔ ناشکری اور گناہ دونوں نافرمانی کے لازم ہونے میں برابر ہیں۔ اسی طرح یہاں مطلب یہ ہے کہ منافقین کے واقعہ کی کیفیت ان دو قصوں کی کیفیت کے مشابہ ہے دونوں قصے صورت تمثیل کے مستقل ہونے میں برابر ہیں۔ تم جس سے بھی تمثیل پیش کرو درست ہے اور اگر تم دونوں سے اکٹھی مثال بیان کرو۔ تب بھی تم درست روی اختیار کرنے والے ہو۔

الصیب: اترنے والی بارش۔ پڑنے والی بارش۔ بادل کو بھی صیب کہا جاتا ہے۔ صیب کو تنکیر کے ساتھ ذکر کیا کیونکہ یہ بارش کی ایک قسم ہے جو سخت موسلا دھار ہوتی ہے جیسا کہ تمثیل اول میں نار کا لفظ نکرہ ہے۔

سوال: اصابعھم فرمایا انامل نہیں فرمایا۔ حالانکہ یہ پورے ہی کانوں میں رکھے جاتے ہیں۔

جواب: مبالغہ کے لیے بطور وسعت فرمادیا۔ جیسا کہ سورۂ مائدہ آیت نمبر ۳۸ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا۔ میں یَدْ بولا گیا اگر چہ مراد پنجہ ہے گٹے تک۔ اصابع فرمانے میں جو مبالغہ ہے وہ انامل کہنے میں نہیں اور دو انگلیوں کا بھی ذکر نہیں کیا۔ جن سے عموماً کان بند کیے جاتے ہیں۔ کیونکہ السبابہ یہ السبّ سے فعالۃ کا وزن ہے (جس کا معنی گالی والی) تو آداب قرآن کا تقاضا یہ ہے کہ اس سے بچا جائے۔ اور مسبّحہ نہیں فرمایا کیونکہ یہ نوایجاد غیر مشہور لفظ ہے۔

القرآن الکریم

تشریحات وتراجم :

جناب لطف الرحمان صاحب کے کورس کے نوٹس : مطالعہ قرآن حکیم خط وکتابت کورس

http://corpus.quran.com/treebank.jsp?chapter=1&verse=1

الجَدْوَل في إعْراب القرآن الكريم

صافي محمود بن عبد الرحيم

http://adel-ebooks.mam9.com/

http://b.m93b.com/

تفسیر جلالین، اردو شرح تفسیر کمالین۔ دارالاشاعت

تفسیر مدارک، اردو شرح۔ مکتبہ العلم

آیات کا ترجمہ : مولانا جوناگڑھی۔ Easy Quran Wa Hadeeth

http://www.quranexplorer.net/quran/